سلسلۂ عزیزیہ کا نمبر ہفتم

مختصر تاریخ

تاجدارانِ ریاست

بہاولپور

یعنی

ریاست بہاولپور کے بانی اور فرمانروا خاندان عباسیہ کی تاریخ کا خلاصہ اور

موجودہ فرمانروائے ریاست بہاولپور کے مختصر سوانح و تصویر مع نقشہ ریاست و شجرہ خاندان عباسی

مرتبہ

خاکسار محمد حفیظ الرحمن حفیظ بہاولپوری

مؤلف الحبیب۔ فرامین مقدس۔ تمدن بہاولپور وغیرہ وغیرہ

سنہ ۱۳۴۳ھ مطابق سنہ ۱۹۲۴ء

مطبع کریمی لاہور نزد کوتوالی قدیم میں بہ سعی قدرت اللہ مینیجر کے اہتمام سے طبع ہوا

سلسلہ عزیزیہ کی کتابیں

اور انکی نسبت مشاہیر ملک کی آراء کا انتخاب

صبح صادق | اس کتاب میں مخلص الدولہ حافظ الملک رکن الدولہ نصرت جنگ ہز ہائینس نواب سر صادق محمد خان خامس
عباسی چہارم۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ مرحوم ومغفور فرمانروائے ریاست بہاولپور کی زندگی اور عہد حکومت کے مفصل حالات واقعات
اور انتظامات پر بحث کرنے کے علاوہ ریاست بہاولپور کا جغرافیہ اور حکمران خاندان کی دلچسپ تاریخ بھی بالاجمال درج کی گئی ہے
شجرہ خاندان عباسیہ اور نواب صاحب کی تصویر بھی شامل کی گئی ہے۔

سرکار ریاست بہاولپور نے اس کتاب کی خاص طور پر مدد فرمائی ہے۔ اور سابق صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم ریاست
بہاولپور یعنی جناب شہزادہ مرزا محمد اشرف صاحب گورگانی بزمی دہلوی مرحوم ومغفور نے اس کتاب کو نصاب تعلیم ریاست
میں داخل کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا۔ مگر ان کے بے وقت انتقال کی وجہ سے یہ تجویز رہ گئی۔

مثنوی نور و نار | یعنی منظوم قصہ شہزادہ اسحاق۔ اس قصہ کو فردوس مکان خلد آشیان نواب حاجی
محمد بہاول خان پنجم عباسی مرحوم ومغفور فرمانروائے ریاست بہاولپور نے تصنیف فرمایا تھا۔ اور اس مختصر قصہ کو بنظر
حسن عقیدت وخلوص جناب مولوی حاجی محمد عزیز الرحمن صاحب عزیز بہاولپوری نے نظم کی صورت میں لکھ دیا
آتش پرستی اور توحید کا دلچسپ مقابلہ ہے۔

الحبیب | حضور پرنور سرور عالم مفخر موجودات سید الابرار نبی المختار شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی
اللہ علیہ وسلم کی مختصر مقبول عام سوانحعمری ہے جو حال میں شائع ہوئی ہے۔ اور اس قلیل عرصہ میں ہر طرف سے اسکی مانگ ہے
اس کتاب کے لئے مؤلف ناچیز کی سرکار بہاولپور نے نہایت ہی قدر دانی فرمائی ہے۔ اور ملک کے اصحاب علم نے
اس کے متعلق نہایت حوصلہ افزا خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ ریاست بہاولپور کے سرکاری پرچہ صادق الاخبار
نے اپنی اشاعت ۲۱۔ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ (۲۸۔ جولائی ۱۹۲۱ء) میں حسب ذیل ریمارک کیا ہے۔

"اس نام کی ایک مختصر اور بابرکت کتاب حضور پرنور سرور کائنات مفخر موجودات نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات
وسوانح پر مشتمل شائع ہو کر ریویو کیلئے پہونچی ہے جسکو بہاولپور کے مشہور علمی خاندان کے نونہال محمد حفیظ الرحمن حفیظ
فرزند رشید مولوی عزیز الرحمن صاحب عزیز منصف احمدپور نے (جنکے علمی کارناموں سے ریاست بہاولپور کا ہر ایک شخص
واقف ہے) نہایت قابلیت سے مرتب کیا ہے۔ اور یہ ان کی اول اول تصنیف ہے۔ جنکی ہمت افزائی آپ کی قدردانی
پر موقوف ہے۔ کتاب کے آخر میں مصنف نے اپنے والد ماجد کا لکھا ہوا ریاستی زبان کا حلیہ مبارک بھی شامل کر دیا ہے
جس سے یہ سوانح مبارک ریاستی بچوں اور مستورات کے لئے بھی عمدہ اور مقدس مشغلہ ہو گیا ہے۔ مصنف کو ہم اسکی
اس پاک محنت پر تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں"۔

تاجدار ریاست بہاولپور
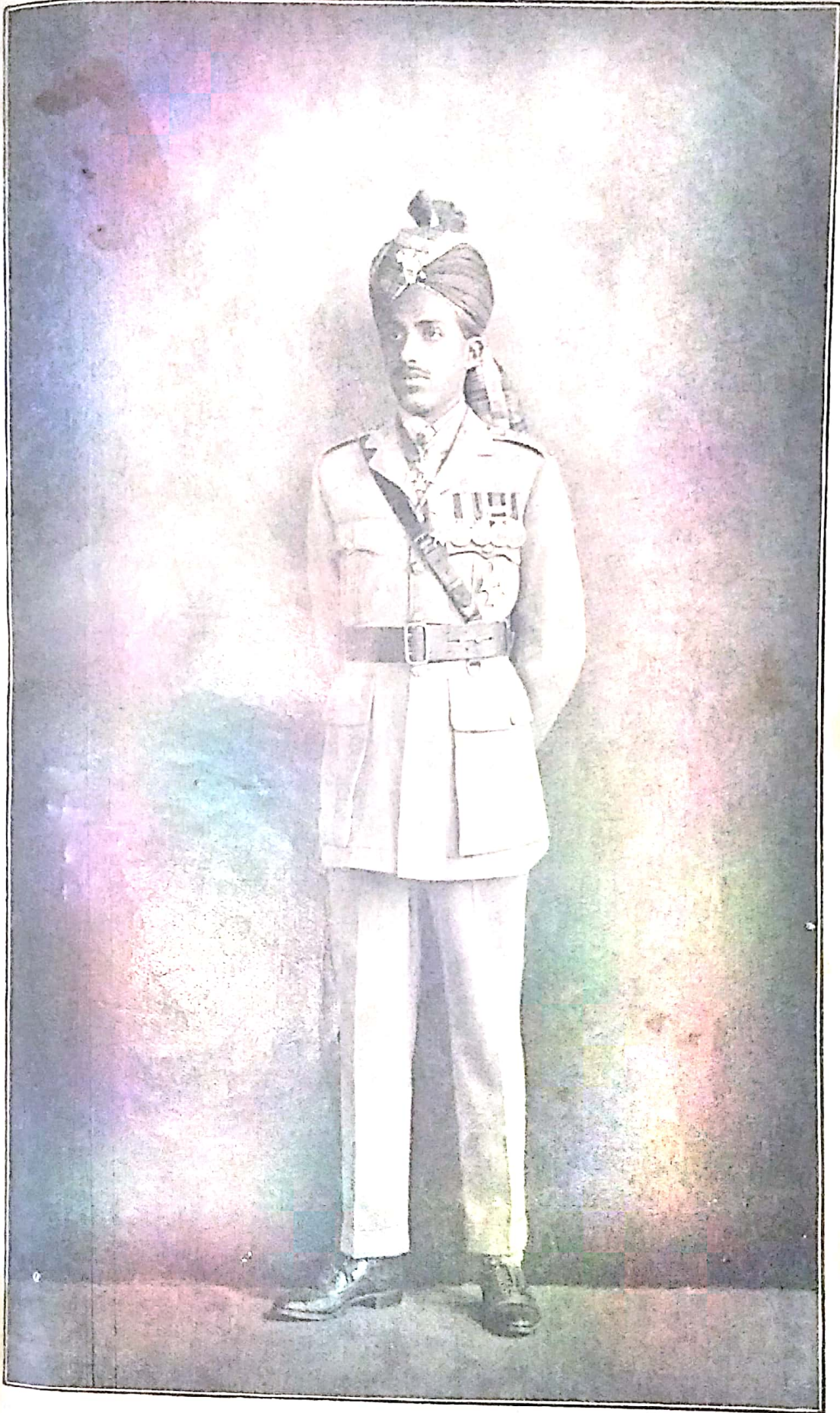
"کیپٹن ہز ہائنس رکن الدولہ نصرت جنگ حافظ الملک مخلص الدولہ عالیجناب نواب مستطاب
حاجی۔ سر صادق محمد خان صاحب بہادر خامس۔ عباسی۔ کے۔ سی۔ وی۔ او"

۶۸۶

نقل فرمان عالیشان حضور پرنور رکن الدولہ نصرت جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک سیف الدولہ

ہز ہائینس کیپٹن۔ حاجی۔ نواب۔ سر صادق محمد خان صاحب عباسی

پنجم

کے سی۔ وی۔ او فرمانروائے ریاست بہاولپور

جو

ناچیز مؤلف تاریخ تاجدارانِ ریاست بہاولپور کی حوصلہ افزائی اور قدر دانی کے

سلسلہ میں اس کتاب کے ملاحظہ پر صادر ہوا

از پیشگاہِ سرکارِ عالی

اس وقت تک ریاست کے حالات پر کئی تاریخیں لکھی گئی ہیں لیکن ان میں صرف سرسری واقعات کے سوا تاریخی نقطۂ نظر سے کوئی مکمل ذخیرہ موجود نہیں ہے۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ اشاعت ملک کی ترقی کا بہترین ذریعہ ہے اور تاریخی واقعات و روایات قومی عمارت کے سنگِ بنیاد ہوتے ہیں ؎

محمد حفیظ الرحمٰن "حفیظ" بہاولپوری نے سلسلۂ اشاعت "تاجدارانِ بہاولپور" شروع کر کے دوسرے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے ایک عمدہ مثال قائم کی ہے ؎

اور حضور اینجانب خیال کرتے ہیں کہ بہترین دل و دماغ آئندہ نسلوں کے لئے ہر شعبہ میں مکمل ذخیرہ بہم پہونچانیکی ہر ممکن طریقہ سے کوشش کرینگے۔ لہذا حضور اینجانب مصنف مذکور کے لئے اس اشاعت کے صلہ میں   انعام منظور کرتے ہیں۔ اصل ہذا برائے ادائگی انعام از مدِ سالگرہ بخدمت جناب چیف منسٹر صاحب بہادر مرسل ہو۔ تحریر ۲۹۔ ستمبر ۱۹۲۴ء

دستخط مبارک خاص

بحروف انگریزی

سلسلۂ عزیزیہ کا نمبر ہفتم

خلاصہ تاریخ تاجداران ریاست بہاولپور

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تمہید

میں آج پبلک کے روبرو اپنی اس خلاصۂ تاریخ تاجداران ریاست بہاولپور کے پیش کرنے کی عزت حاصل کررہا ہوں۔ میرا مقصود اس رسالہ کے پیش کرنیسے اہل ریاست میں تاریخ کی دلچسپی اور مذاق پیدا کرنا ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ ریاست بہاولپور میں مدت سے سلسلۂ تالیف وتصنیف رُک گیا ہے۔ ایک وقت تھا کہ سرکاری دفاتر میں ایسے ایسے اہلِ قلم موجود رہا کرتے تھے جو قلم برداشتہ تاریخی مضمون کے متعلق کتابیں لکھنے پر قادر خیال کئے جاتے تھے۔ مثلاً منشی دولت رائے صاحب مؤلف مرأۃ دولت عباسیہ۔ حضرت مولوی محمد اعظم صاحب مؤلف جواہر عباسیہ۔ قابل مؤلفان صادق التاریخ وصادق التوارنخ وصبح صادق وغیرہ وغیرہ۔

موجودہ زمانہ میں اس قسم کی تالیف اور تحریر کا شوق پیدا کرنا ارباب حل وعقد ریاست کا فرض ہے۔

نمکخواران دولتِ عباسیہ میں اس وقت بھی بہت سے ایسے ہونہار موجود ہیں اور اس ریگستان کی ریت کے ذروں میں الماس کے ٹکڑے موجود ہیں۔ مگر مردم شناسی اور قدر دانی کی ضرورت ہے۔
اس کتاب کو میں نے علاوہ تمہید اور خاتمہ کے تین بابوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے باب میں ریاست بہاولپور کے عام حالات درج کئے ہیں۔ دوسرے باب میں ریاست بہاولپور کی تاریخ قدیم کا نہایت ہی مختصر خلاصہ درج کیا ہے۔ یہ حصہ عموماً ان تاریخوں سے لیا گیا ہے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ صرف جنّت مآب نواب محمدؐ بہاول خان خامس عباسی کے حالات میں نے اپنے والد ماجد کے اون مسودات سے لئے ہیں جو ابھی تک زیر ترتیب ہیں۔ اور جنکی میں نے حضرت ممدوح سے شائع کرنے کی اجازت لے لی ہے۔
تیسرے باب میں مَیں نے حضور پُرنور رکن الدّولہ نصرت جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک سیف الدولہ ہز ہائینس کپٹن حاجی سر صادق محمدؐ خان صاحب بہادر عباسی خامس کے۔سی۔وی۔او فرمانروائے حال ریاست بہاولپور دام اقبالہٗ وملکہٗ کے مختصر حالات درج کئے ہیں۔ اور میرا مقصود اس سے رعایائے بہاولپور میں اوس جذبۂ اطاعت وعقیدت کی اشاعت ہے جو اہلِ ریاست کے دل میں ہمیشہ سے موجزن رہا ہے۔
دیسی ریاستوں کی رعایا صرف رعایا ہی نہیں ہوتی بلکہ اپنے فرمانروا کے کنبہ کے عزیزوں کی طرح رئیس دام اقبالہٗ وملکہٗ کے شمع عنایت کا پروانہ ہوتی ہے۔ اور فرمانروا بھی صرف حاکم اور اعلیٰ طاقت نہیں ہوتا۔ بلکہ رعایا کا ہمدرد و محسن اور سچا خیر خواہ بزرگ یقین کیا جاتا ہے۔ ہمیشہ رعایائے ریاست بہاولپور اپنے فرمانروا کی فیاضی ہمدردی اور احسان کی خوگر رہی ہے۔ اور اب بھی رعایا اپنے فرائض روایتی کو اگر برقرار رکھے تو ریاست کے حکمران دام اقبالہٗ وملکہٗ کیطرف سے اسی طرح عنایات اور توجہات کی مستحق ہوسکتی ہے۔
میں نے اپنی کتاب کو زیادہ دلچسپ اور ہر دلعزیز بنانیکے لئے فرمانروائے حال دام اقبالہٗ وملکہٗ کی شبیہ مبارک سے کتاب کی زینت کو بڑھایا ہے۔ ایک نقشۂ ریاست بہاولپور اور شجرہ خاندان حکمران ریاست بہاولپور بھی بنظرِ وضاحت مضامین کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ اخیر میں مَیں نے اپنے والد ماجد مولانا الحاج جناب مولوی محمدؐ عزیز الرحمن صاحب عزیز

بھاولپوری کے وہ فارسی اردو اور بھاولپوری زبان کے قصائد درج کر دئے ہیں جو حضرت موصوف نے دربار مسند نشینی مبارک کی تقریب پر لکھے تھے اور جو ابھی تک شائع نہیں ہوئے تھے۔ یقین ہے کہ میرا یہ انتخاب ناظرین کے لئے نہایت ہی دلچسپی اور لطف کا موجب ہوگا۔ میں نے جان نثاری اور نمکخواری کے جذبات کے اظہار میں اپنے ملک کے تاجداروں کی یادگار قائم رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اور اسی کوشش کے سلسلہ میں میری یہ بھی خواہش ہے کہ جس طرح شاہنامہ کے لکھنے سے فردوسی اور سکندر نامہ کے لکھنے سے نظامی گنجوی کا نام ابتک زندہ ہے۔ اوسی طرح اس تاریخ شاہی کے لکھنے سے میری بھی ایک یادگار قائم رہ جائے ؎

نوشتہ بماند سیہ بر سفید
نویسندہ را نیست فردا امید

اس تمہید کو ختم کرنے سے پہلے میں نہایت ہی شکر گذاری کے ساتھ اپنے آقائے محترم خداوند نعمت دام اقبالہٗ و ملکہٗ کی اوس بندہ نوازی اور علمی قدردانی کا اعتراف ضروری سمجھتا ہوں۔ جو حضور ممدوح دام اقبالہٗ و ملکہٗ نے میری اس ناچیز محنت کے متعلق ظاہر فرمائی ہے۔ حضور پر نور کا ارشاد عالی جو اس رسالہ کے ملاحظہ کے وقت صادر ہوا ہے۔ میں اوس ارشادِ محترم کو اس کتاب کی ابتدا میں خاص عزت کے ساتھ درج کرتا ہوں۔ اس ارشاد سے ناظرین اندازہ فرماوینگے کہ ہمارے نوجوان آقا کو اپنے بزرگ اسلاف کیطرح کسقدر علمی ذوق ہے اور اپنے ملک کے اہل قلم کا کس دلی محبت اور قدردانی کے ساتھ خیر مقدم کرنے پر آمادہ ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رئیس محترم قدردان علم و ہنر کا سایہ ہما پایہ ریاست پر بہت دیر قائم رکھے اور ریاست کو اسکے جود و سخا۔ عدل و کرم۔ ہمدردی و محبت سے مستفید اور مستفیض فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار محمد حفیظ الرحمٰن۔ حفیظ

بھاولپور۔ یکم ستمبر ۱۹۲۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دیباچہ

بہاولپور کی تاریخ کے لئے اب وقت مساعد اور زمانہ سازگار آگیا ہے۔ اہل بہاولپور کو اپنی قدیمی روایات اور تاریخی واقعات پر غور اور تبصرہ کی ضرورت ہے۔ ریاست بہاولپور کے حکمرانوں کا ایک ایسا تاریخی اور عظیم الشان خاندان ہے جسکی تاریخ اسلام کی تاریخ کا ایک روشن اور ممتاز حصہ ہے۔ خاندان عباسیّہ کی تاریخ پڑھنے اور لکھنے والوں کے لئے صدیوں سے ایک ایسا وسیع میدان پیش نظر رہا ہے جسکی دنیا میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ حضرت والد ماجد قبلہ مولٰنا الحاج مولوی محمد عزیز الرحمن صاحب عزیزؔ نے پچیس سال کے قریب عرصہ گذرا کہ جنت نشان غفران مآب نواب صادق محمد خانصاحب رابع کی سوانحعمری لکھی تھی۔ اور اوسکے ابتدا میں بہاولپور کے تاجدار خاندان کی قدیم تاریخ کا خلاصہ بھی شائع کیا تھا۔ اوسوقت تو وہ کتاب ایک مکمل تاریخ خیال کی جاتی تھی لیکن سنہ ۱۹۰۶ء سے لیکر آجتک بہاولپور کی ریاست نے بلحاظ اوسکے فرمانرواؤں کے اور بلحاظ ملکی تمدن اور تاریخی واقعات کے ایک بڑی لمبی منزل طے کرلی ہے۔ چوتھائی صدی کا عرصہ تاریخ کے لحاظ سے ایک بڑا لمبا زمانہ ہے۔

جب اس عرصہ کو اس لحاظ سے دیکھا جائے کہ اس میں فرمانفرمایان ریاست بہاولپور کے سلسلہ میں غفران مآب جناب نواب حاجی محمد بہاول خانصاحب خامس علیہ الرحمۃ کا تمام زمانۂ عمر بسر ہو چکا ہے۔ اور اب ”زندہ باد“ عالیجناب مستطاب ہز ہائینس حاجی سر صادق محمد خان صاحب بہادر خامس عباسی دام اقبالہٗ وملکہٗ کا دور مبارک باختیارات کامل شروع ہو گیا ہے۔

اس لحاظ سے یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ کتاب صبح صادق کو ایک ایسے ضمیمہ کی ضرورت ہے کہ جون ۱۹۱۸ء سے لیکر ۱۹۲۴ء تک کے حالات بہم پہنچائے۔

اگرچہ حضرت والد ماجد قبلہ مدظلہٗ۔ جنت نشان غفران مآب نواب محمد بہاول خانصاحب بہادر خامس عباسی کی سوانحعمری لکھ رہے ہیں۔ اور اوسکو نہایت تفصیل کے ساتھ جدید تصانیف کے رنگ میں مکمل کرنا چاہتے ہیں۔

مگر وہ کتاب اول تو خاص خاص اصحاب کے دیکھنے کے قابل ہوگی۔ اور دوسرا صرف ایک فرمانروا کی سوانح ہوگی۔ اوسکو مکمل تاریخ ریاست نہیں کہا جا سکیگا۔ اسلئے میں نے اون کے مسودات سے مختصر واقعات لیکر ایک خلاصہ کے طور پر جمع کئے ہیں۔ اور اعلیحضرت فرمانروائے حال کے مختصر حالات بھی جمع کر کے یہ مختصر مجموعہ واقعات مرتب کیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ تمام ریاست کے باشندے اپنی ریاست کے فرمانرواں کے حالات اور ریاست کی تاریخ سے ضرور آگاہی حاصل کریں۔

مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ تاریخ کا مضمون ہر ایک قوم اور ملک کے لئے کسقدر دلچسپ ہے۔ اور ہماری ریاست میں تو تاریخ ریاست کے متعلق اسوقت تک کوئی ایسی تاریخ لکھی بھی نہیں گئی جو بسہولت تمام طبقات کے لوگوں تک پہنچ سکے۔ میرا ارادہ ہے کہ اس کتاب کو ہر ایک خواندہ ریاستی کے ہاتھ تک پہونچا کر اوسکے دل میں اپنے رئیس دام اقبالہٗ و ملکہٗ کی سچی محبت کا جذبہ پیدا کروں۔ اور ملک کو بتلاؤں کہ فرمانروایان ریاست کسطرح ادنیٰ سے ادنیٰ افراد رعایا کی تکلیف کا احساس اپنے نازک دل میں رکھتے ہیں اور کسطرح رعایا کی بہبود اور فلاح میں اپنے تمام آرام آسایش کو بالائے طاق رکھکر محنت کرتے ہیں۔ فرمانروایان ریاست باوجود اپنی وضعداری اور شان وشوکت کے اپنے سینے میں ایک سچا ہمدرد دل رکھتے ہیں۔ جو ملک کی بہتری اور رعایا کی مرفع الحالی کے لئے ہر وقت بیتاب رہتا ہے۔

میں نے اس مختصر کتاب کی تحریر میں یہی اغراض مدِنظر رکھے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک فرزندِ ریاست کا فرض ہے کہ وہ میری طرح سچے جذبات اطاعت وعقیدت کے ساتھ اپنے فرمانروائے محترم دام اقبالہٗ و ملکہٗ کے لئے درازی عمر و دولت کی دعا میں مصروف ہو

اور یقین کرے کہ ہماری فلاح اور بہبود میں ہمارے آقا کا دل ہر وقت مصروف ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ میرے اس مختصر رسالہ کو سررشتہ عالیہ تعلیم بہاولپور اپنی کسی جماعت کے نصاب میں داخل فرما کر ریاست کی نئی پود کے دل میں جذبات جان نثاری اور وفاداری کے مستحکم بنیاد قائم کرنیکی رواداری فرمائے۔

مجھے یقین ہے کہ عالیجناب مستطاب حضور ہوم منسٹر صاحب بہادر جو اہل ریاست کی تعلیم اور وفادارانہ جذبات عقیدت کے ساتھ پوری دلچسپی رکھتے ہیں میری اس درخواست پر دلی توجہ مبذول فرماوینگے۔

مجھے امید ہے کہ میری اس ناچیز تالیف کی نسبت اگر کسی بزرگوار کو کوئی اصلاح یا ترمیم کی ضرورت نظر آئے تو وہ مجھے مطلع فرماوینگے۔ تاکہ میں آئندہ اشاعت میں مناسب طریق پر اصلاح کرسکوں۔

میں ایک نومشق طالب علم ہوں۔ اور جب بڑے بڑے مصنفین کی کتابیں اعتراضات سے نہیں بچ سکیں۔ تو میں اپنی ناچیز تحریر کی نسبت کیونکر یہ دعویٰ کرسکتا ہوں۔ کہ اس میں نکتہ چینی کی گنجائش نہیں ہے۔

مگر مجھے ناظرین باتمکین سے اصلاح اور اغماض کی امید ہے۔ اعتراض اور نکتہ چینی کی میں معذرت کرتا ہوں۔

وَالْعُذْرُ عِنْدَ كِرَامِ النَّاسِ مَقْبُولٌ

خاکسار۔ محمد حفیظ الرحمن۔ حفیظ

یکم ستمبر ۱۹۲۴ء۔ بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلاصۂ تاریخ تاجداران ریاست بہاولپور

باب اوّل

عام حالات

حالات جغرافی

وجہ تسمیہ موجودہ حدود کے ساتھ چونکہ اس ریاست کی آبادی کا باعث نواب محمد بہاول خاں صاحب بہادر اوّل ہوئے تھے۔ اسلئے انکے نام نامی کی نسبت سے ریاست کا نام بہاولپور رکھا گیا۔

حدود ریاست بہاولپور پنجاب کے جنوب میں ایک عظیم الشان اسلامی ریاست ہے۔ جو پنجاب کے اضلاع فیروزپور۔ منٹگمری۔ ملتان۔ مظفرگڈھ اور ڈیرہ غازیخان کی جنوبی سرحد پر واقع ہے۔ اور ریاستہائے بیکانیر وجیسلمیر کے شمال اور مغربی سرحد پر اور ضلع سکھر کے شمال میں واقع ہے۔ دریائے گھارا جو مظفرگڈھ کے قریب دریائے جہلم اور ڈیرہ غازیخان کے

علاقہ میں دریائے سندھ میں ملجاتا ہے ریاست بھاولپور کی شمالی سرحد پر بہتا ہوا چلا گیا ہے نقشہ میں اسکی شکل لمبی اور لمبوترے کدو کی سی ہے۔ ایک طرف پتلا سا سرا ہے۔ اور درمیان میں چوڑی اور اختتام کے موقعہ پر پھر تنگ ہوگئی ہے۔ پھر شمال مشرق سے جنوب مغرب کی طرف لمبی چلی گئی ہے۔

رقبہ ریاست کا رقبہ طول میں قریباً تین سو[۳۰۰] میل اور عرض اوسطاً چالیس[۴۰] میل ہے۔ اور مجموعی طور پر بارہ ہزار مربع میل میں یہ ریاست پھیلی ہوئی ہے۔

سالانہ آمدنی آمدنی چالیس[۴۰] اور پینتالیس[۴۵] لاکھ روپیہ سالانہ کے درمیان ہے۔

زمین کی حالت جنوبی حصہ ریاست کا ریگستان ہے۔ صرف وہی حصہ جہاں دریائی پانی پھیل سکتا ہے۔ اور سیرابی کرسکتا ہے آباد ہوتا ہے۔ کوشش کی جارہی ہے کہ نہروں کے سلسلہ کو زیادہ وسعت دیکر ریاست کی آبادی اور آمدنی میں ممکن اضافہ کیا جائے۔

مردم شماری اس ریاست میں سات لاکھ اکاسی ہزار ایک سو اکانوے (۷۸۱۱۹۱) آدمی کی آبادی ہے جس میں ساڑھے چھ لاکھ کے قریب مسلمان ہیں اور باقی ہندو اور سکھ ہیں۔ عیسائی اور دیگر قومیں بھی خال خال پائی جاتی ہیں۔

تقسیم انتظامی انتظامی طور پر ریاست بھاولپور تین[۳] ضلعوں اور نو[۹] تحصیلوں میں منقسم ہے۔ بھاولپور دارالخلافہ بھی ہے اور ضلع بھاولپور کا صدر مقام بھی ہے۔ شرقی ضلع بھاول نگر اور غربی رحیم یار خان کے نام سے موسوم ہے۔

ہر ایک ضلع میں تین تین تحصیلیں ہیں۔ ہر ایک تحصیل میں مال کا افسر تحصیلدار اور جوڈیشل کا افسر منصف و مجسٹریٹ۔ انہار کا سب ڈویژنل افسر رہتا ہے۔ اور ہر ایک ضلع میں مال کا اعلیٰ افسر ناظم اور جوڈیشل کا اعلیٰ افسر ڈسٹرکٹ جج و مجسٹریٹ۔ اور انہار کا اعلیٰ حاکم ڈویژنل افسر اور پولیس کا انسپکٹر رہتا ہے۔ ان سب کا تعلق ان بڑے محکموں کے ساتھ ہے جو صدر دارالخلافہ میں موجود ہیں۔

طبعی حالات بالعموم ریاست کے باشندے زراعت پر گذارہ کرتے ہیں۔ گندم۔ جو۔ نخود۔ جوار۔ باجرہ۔ چاول۔ نیل۔ کپاس اور کھجور یہاں کی خاص پیداوار ہیں۔ ریگستان میں

سجّی بھی بنائی جاتی ہے۔ اور شوروالی اراضیات میں سے شورہ بھی نکالا جاتا ہے۔

عام آب وہوا گرم وخشک ہے۔ پھر بھی ریگستان کا علاقہ سردی میں نہایت سرد اور گرمیوں میں سخت گرم ہوجاتا ہے۔ بارش اس علاقہ میں بہت ہی کم ہوتی ہے۔ اور عموماً سال بھر میں دو انچ سے زیادہ نہیں ہوتی۔

یہاں کے لوگ سادگی پسند ہیں اور ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہننے کے عادی ہیں شہری مسلمان عورتوں میں پردہ کی زیادہ پابندی ہے۔ دیہات کے لوگ زیادہ پابند پردہ نہیں۔

عام طور پر اہل ریاست کا رنگ گندمی زردی مائل ہے۔ ریگستان کے لوگ بوجہ شدّت گرمی کے سانولے اور سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں۔ طبیعت میں نرم۔ مہمان نواز۔ خلیق۔ فقیر دوست فیاض۔ خوش اعتقاد۔ حاکم پرست۔ اور دلیر ہیں۔ وطن اور اپنی وضع کے بہت ہی مشتاق اور شیدا ہیں۔ گھر سے باہر جانا ان کے لیے سخت مشکل ہے۔

استغنا، اور توکل کی وجہ سے کوئی محنت شاقہ برداشت نہیں کرسکتے۔ متواضع اور بے تکلف ہیں۔

فرمانروایان

خلفائے عبّاسیہ کی نسل اس ریاست پر حکمرانی کرتی ہے اور یہی اس ریاست کے بانی ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ اسلام کی شاندار سلطنتوں میں دورِ خلفائے عباسیہ کا کیا درجہ رہا ہے۔ عباسی تمدّن۔ علم دوستی۔ طرزِ سلطنت۔ جاہ واقبال۔ ترقی کے مناظر تاریخ عالم کا زرّیں باب ہیں۔

بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد ہونے کی وجہ سے یہ خاندان عبّاسی کہلاتا ہے۔ بغداد اسی خاندان کا پایہ تخت تھا دوسری صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک جس عظمت اور شوکت کے ساتھ اس خاندان نے اسلام کے جہاز کو چلایا اوسکا حیرت انگیز اور مسرت خیز تذکرہ بچہ بچہ کی زبان پر ہے۔

انقلابِ سلطنت کے لئے جن اسباب کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ آخر کار وہ اسباب عہد سلطنت عباسیہ کے لئے بھی مہیا ہوگئے۔ وہ وسیع سلطنت جسکو مامون رشید جیسا روشن دماغ اور بیدار مغز حاکم سنبھالے ہوئے تھا۔ اور برامکہ جیسے جان نثار اور مستعد وزراء

کی شبانہ روز محنت اسکی کامیابی میں ممد و معاون تھی۔ ایسے خلفاء کے لئے جنکے عہد میں امراء خود غرض۔ عمال راشی رعایا کمزور اور بے زبان۔ بیرونی اشخاص (غلامان ترکی) اور فراسطہ طاقتور اور بااثر ہوں۔ اسقدر وسیع سلطنت کا سنبھالنا نہایت دشوار تھا۔

ساتویں صدی ہجری کے وسط میں سلطنت بغداد کے نظام حکومت میں قحط الرجال کی وجہ سے اختلال اور کمزوری کا اسقدر اثر ہوا کہ خلیفہ ابو احمد عبداللہ المستعصم باللہ عباسی (جو عباسی خاندان کا سینتیسواں خلیفہ تھا) برائے نام بادشاہ اور تخت بغداد پر متمکن سمجھا جاتا تھا۔ تاتاری طوفان کی وجہ سے بغداد کی سلطنتِ عباسیہ کا چراغ گل ہو رہا تھا۔ کہ خلیفہ ابوالقاسم الطاہر باللہ بغداد چھوڑ کر مصر میں پہونچا۔ مصر میں اسکا شاندار خیر مقدم کیا گیا۔

اسی خاندان کی نسل میں سے مزید ۲۰۰ سو سال کے بعد خلیفہ سلطان احمد ثانی وہ مشہور اور باہمت شخص ہوا جو ہندوستان میں آیا اور ہندوستان کے اوس حصہ کے قریب جہاں اب ریاست بھاولپور آباد ہے۔ خاندان عباسیہ کی یادگار قائم کرنے کی ابتدا کی۔

امیر سلطان احمد ثانی ۹۲۳ھ میں سندھ آیا۔ اور یہاں اقامت پذیر ہوا۔ عرب مسلمان جو پہلے اس علاقہ میں آباد تھے۔ اونہوں نے عباسی خاندان کے اس اقبال مند یادگار کی بیعت کی۔ اور اسطرح سے اس عباسی خاندان کی حکومت کا سنگِ بنیاد سندھ میں قائم ہوا۔ اسی امیر سلطان احمد ثانی کی بیسویں پشت میں پیرج خان (فیروز خان) امیر علاقہ ہوا۔ جسکے نام کی وجہ سے عباسی خاندان کی اس شاخ کو پرجانی کہنے لگے۔

باب دوئم

تاریخ قدیم

صادق محمد خان اوّل

سن وفات	سن جلوس
۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۱۵۹ھ	سنہ ۱۱۴۰ھ
سنہ ۱۷۴۶ء	سنہ ۱۷۲۷ء

فیروز خان کی چوتھی پشت میں صادق محمد خان اول حاکم ملک ہوا۔ اس نواب نے جلوس کے دوسرے سال علاقہ چودھری سرکار ملتان سے بطور جاگیر حاصل کیا اور سنہ ۱۱۴۲ھ میں چودھری سے تین میل کے فاصلہ پر ایک قصبہ آباد کرکے اوسکا نام اللہ آباد رکھا۔

یہی نواب ریاست کا پہلا نواب ہے۔ اسی نے سنہ ۱۱۴۶ھ میں قلعہ ڈیرا اور کورا اول آگھی سنگھ والی جیسلمیر سے فتح کیا۔ شہر فرید کو فرید خان لکھویرہ سے فتح کیا۔ اور سنہ ۱۱۵۲ھ میں شکارپور نادر شاہ بادشاہ دھلی سے حاصل کیا۔ اسکے وقت میں مقبوضات بہاولپور کی صورت ایسی قایم ہوگئی تھی جو موجودہ ریاست بہاولپور کی ہے۔ اگرچہ ان مقبوضات کا نام ریاست بہاولپور بہاول خان اول کے عہد میں رکھا گیا۔ لیکن مقبوضات کی صورت قریباً قریباً اسی نواب کے عہد میں قائیم ہوگئی تھی۔

آبادی قصبہ جات اسی نواب کے عہد میں سنہ ۱۱۵۴ھ میں محمد معروف خان گہرانی نے خیرپور ٹامی کو آباد کیا۔ اور سنہ ۱۱۵۷ھ میں مسمی جھورانی نے ایک گانوں گوٹھ جھورا کے نام سے

علاقہ نوشہرہ میں بسایا۔

پنجاب کے حکام | اس زمانہ میں صوبہ ملتان میں نواب حیات اللہ خان حاکم تھا اور صوبہ لاہور میں نواب ذکریا خان حکومت کرتا تھا۔

اولاد | اس نواب کے تین بیٹے بھاول خان۔ مبارک خان۔ فتح خان تھے۔ بھاول خان بڑے بیٹے کو ۱۱۵۹ھ میں اس نواب نے وارث تخت مقرر کیا۔ اور اسی سال کے اندر خود انتقال کیا۔

بھاول خان اول

سن جلوس	سن وفات
یکم ربیع الثانی سنہ ۱۱۵۹ھ	۷ رجب المرجب سنہ ۱۱۶۳ھ
سنہ ۱۷۴۶ء	سنہ ۱۷۴۹ء

نواب بھاول خان یکم ربیع الثانی سنہ ۱۱۵۹ھ کو تخت پر بیٹھا۔ سنہ ۱۱۶۰ھ میں قلعہ ڈیراور پھر ریاست جیسلمیر کے قبضہ میں چلا گیا۔ اس نواب نے سنہ ۱۱۶۲ھ میں دریائے گھارا سے تین میل کے فاصلہ پر جنوب کی طرف ایک شہر پناہ خام تیار کر کے ایک شہر کی بنیاد ڈالی اور اوسکا نام اپنے نام پر بھاولپور رکھا۔ اور اوسکو دار الریاست قرار دے کر تمام مقبوضات کو ریاست بھاولپور کے نام سے موسوم کیا۔

آبادیات واحداثیات | اس نواب کے عہد میں سنہ ۱۱۶۰ھ میں قائم خان عربانی نے ایک قصبہ گوٹھہ قائم آباد کیا۔ اور ایک نالہ قائم واہ احداث کرایا۔

سنہ ۱۱۶۱ھ میں حاصل گھرانی نے حاصل پور آباد کیا۔ اس سے دوسرے سال سنہ ۱۱۶۲ھ میں علی مراد خان نے ترنڈہ علیمرادخان آباد کیا۔ اور شہباز خان موندھانی نے شہباز پور کو

آباد کیا۔ نیز بہادر خان ہلانی نے بہاور پور آباد کیا اور بہاور واہ کے نام سے نہر احداث کرائی۔ یہ نواب ۷ رجب سنہ ۱۱۶۳ھ کو لاولد فوت ہوا۔

اس نواب کے عہد میں ملتان میں دیوان کوڑامل اور لاہور میں نواب معین الدین خان حکومت کرتے تھے۔

نواب محمد مبارک خان

سن وفات	سن جلوس
۳ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۶ھ	۷ رجب المرجب سنہ ۱۱۶۴ھ
سنہ ۱۷۷۲ء	سنہ ۱۷۴۹ء

نواب بہاول خان کے لاولد فوت ہونے پر اوسکا چھوٹا بھائی محمد مبارک خان ۷ رجب سنہ ۱۱۶۴ھ کو تخت نشین ریاست ہوا۔ تخت نشین ہوتے ہی فتح و تعمیر قلاع۔ اجرائے انہار میں نمایاں ترقی ہوئی جسکے متعلق ذیل میں ایک نقشہ دیا جاتا ہے۔ آبادی قصبات میں بھی قابل قدر اضافہ ہوا۔

آبادی قصبات	احداثی انہار	فتح وتسخیر قلاع	تعمیر قلاع
گڑھی اختیار خان سنہ ۱۱۶۷ھ	اختیار واہ سنہ ۱۱۷۶ھ	مروٹ (راجہ جیسلمیر سے)	پھولڑہ (سنہ ۱۱۶۶ھ میں)
خیر پور سنہ ۱۱۶۷ھ	نہر دجلہ کو احداث کراکر نور گنگا نام رکھا	دیراور (راجہ جیسلمیر سے)	دین گڑھ (سنہ ۱۱۷۰ھ میں)
کوٹ سبزل سنہ ۱۱۷۰ھ	سبزل واہ سنہ ۱۱۷۰ھ	ونجھروٹ (علیمراد خان سے سنہ ۱۱۷۶ھ)	مبارک پور (سنہ ۱۱۷۱ھ میں)
مبارک پور سنہ ۱۱۷۱ھ		بھیمور (اسلام گڑھ)	سردار گڑھ (سنہ ۱۱۷۷ھ میں)
احمد پور شرقیہ سنہ ۱۱۷۲ھ	احمد واہ سنہ ۱۱۷۲ھ	•	دلہر
احمد پور غربیہ سنہ ۱۱۷۳ھ	احمد واہ سنہ ۱۱۷۳ھ	•	•
ڈھنڈھار سنہ ۱۱۷۷ھ	•	•	•
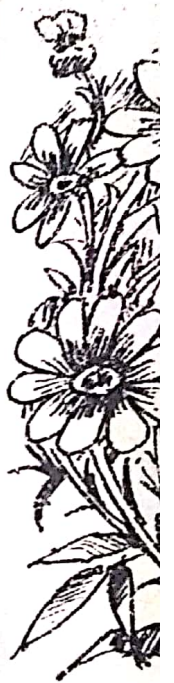
اس نواب کے وقت میں ملتان پر دیوان کوڑا مل۔ علی محمد خان خوکانی بار اول۔ صالح محمد خان۔ علی محمد خان بار دوم۔ عبدالکریم خان و اللہ یار خان۔ شجاع خان سدوزئی بار اول۔ علی محمد خان بار سوم۔ شجاع خان بار دوم۔ حاجی شریف بہادر خیل۔ شریف بیگ تکلو و دھرم جس صوبہ دار رہے۔

۱۱۸۶ھ میں نواب محمد مبارک خان نے لاولد انتقال کیا۔

رکن الدولہ نصرت جنگ حافظ الملک

محمد بہاول خان ثانی

سن وفات	سن جلوس
یکم رجب ۱۲۲۴ھ	۱۴ ربیع الاول ۱۱۸۶ھ
۱۸۰۹ء	۱۷۷۲ء

نواب محمد مبارک خان کے انتقال کے بعد ان کے برادر زادہ صاحبزادہ جعفر خان بہ لقب نواب بہاول خان ثانی تخت نشین ریاست ہوا۔ یہ نواب اولوالعزم۔ رحمدل۔ معاملہ شناس اور دلیر گذرا ہے۔ اس نواب کے ابتدائی چونتیس ۳۴ سال میں ایک دم آرام سے نہیں گزرا۔ سلطنت ہندوستان ان دنوں سخت متزلزل تھی۔ اسی طرح بہاولپور کے اس رئیس کو بھی پہلے پہلے تو میاں عبدالنبی کلہورہ والیٔ سندھ کی کاوشوں نے پریشان رکھا۔ اسکے بعد تیمور شاہ کی یلغا نے پریشان اور آوارہ دشتِ مصیبت رکھا۔ جب ادھر سے آرام ملا تو مخدوم گنج بخش نے بدخواہان کے ایک انبوہ کے ساتھ فساد برپا کر دیا اور خدابخش خان معروفانی بھی راجہ صورت سنگھ والیٔ بیکانیر کے ورغلانے پر آمادۂ فساد ہوا۔ مگر آخر کار نواب صاحب نے ان تمام مشکلات کا استقلال اور ہمت سے مقابلہ کر کے کامیابی حاصل کی۔

سنہ ۱۲۱۳ھ میں آنریبل ماؤنٹ سٹورٹ الفنسٹن صاحب سفارتِ کابل کو جاتے ہوئے ریاست کے مہمان ہوئے۔ اور اسکے ساتھ نواب صاحب نے نہایت دوستانہ اور مخلصانہ سلوک کیا۔ سرکار انگلشیہ کے ساتھ رابطۂ اتحاد کی ابتدا اسی واقعہ سے ہوئی۔ نواب صاحب اور سرکار انگلشیہ کے درمیان ایک عہدنامہ بھی ہوا۔

تسخیر و تعمیر قلاع

اس نواب صاحب نے سنہ ۱۱۹۸ھ میں قلعہ خان گڈھ ڈیراور سے ۴ میل کے فاصلہ پر تعمیر کرایا۔ سنہ ۱۱۹۸ھ میں قلعہ رکن پور کو معروف خان کہرانی کے ذریعہ فتح کیا۔

سنہ ۱۲۱۴ھ میں قلاع بلوولی و ٹھٹھہ واران مخدوم گنج بخش کے قبضہ سے تسخیر کر کے مسمار کرائے گئے۔

سنہ ۱۲۱۵ھ میں قلعہ اوچ پر قبضہ کر کے اوسکو مسمار کرادیا گیا۔

سنہ ۱۲۱۵ھ میں قلعہ ساہنوواله کو حاجی خان موندہانی سے فتح کیا۔ اور انہیں دنوں میں قلعہ نوشہرہ فتح کیا۔

سنہ ۱۲۲۱ھ میں قلعہ گڑھی اختیار خان کو فتح کیا اور اوسکی فصیل کو مسمار کرادیا۔ اسی زمانہ میں کوٹ سبزل وغیرہ قصبہ جات بھی فتح ہوئے۔

خطابات

نواب بہاول خان نے دربار دہلی کے ساتھ خوشگوار تعلقات پیدا کئے ہوئے تھے اور اسی سلسلہ میں کچھ تحائف دربار دہلی میں بھیجے تھے جسکی خوشنودی مزاج کے اظہار میں شاہ عالم ثانی نے نصرت جنگ حافظ الملک کا خطاب عطا فرمایا۔

تعمیر مسجد شریف احمدپور شرقیہ

سنہ ۱۱۹۷ھ میں احمدپور شرقیہ میں نواب بہاول خان نے ایک مسجد عالیشان کی تعمیر شروع کرائی۔ جو دوسرے سال مکمل ہوئی۔

اجراء سکہ

سنہ ۱۲۱۷ھ میں نواب بہاول خان نے محمود شاہ شاہِ کابل کی اجازت سے زر و نقرہ و مس کے سکے جاری کئے۔ سکوں کی ایک طرف "سکہ ہمایوں شاہ محمود" دوسری طرف "دارالریاست بہاولپور" نقش تھے۔

نواب بہاول خان سنہ ۱۲۲۴ھ میں کچھ عرصہ بیمار رہ کر صحت یاب ہو گئے۔ یکم رجب سنہ ۱۲۲۴ھ کو صبح وضو کے لئے اُٹھے تو جمائیاں آنے لگیں۔ طبیعت کی ناسازی کے باعث بستر پر

لیٹ گئے چند منٹ کے بعد ہی انتقال فرما گئے۔

اولاد نواب بہاول خان نے سات بیٹے اپنی یادگار چھوڑے جنکے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) واحد بخش خان عرف مبارک خان۔ (۲) عبداللہ خان عرف صادق محمد خان

(۳) خدایار خان۔ (۴) نصیر خان۔

(۵) فیض یاب خان عرف فیض محمد خان۔ (۶) قادر بخش خان۔

(۷) حاجی خان۔

اس نواب صاحب کے وقت میں ملتان میں نواب مظفر خان صوبہ دار تھا۔ اور رنجیت سنگھ حاکم پنجاب تھا۔

نواب صادق محمد خان ثانی

سن جلوس	سن وفات
یکم رجب المرجب ۱۲۲۴ھ	۹ رمضان المبارک ۱۲۴۱ھ
مطابق ۱۸۰۹ء	مطابق ۱۸۲۵ء

نواب محمد بہاول خان ثانی کی وفات پر صاحبزادہ عبداللہ خان۔ صادق محمد خان ثانی کے لقب سے مسند نشین ریاست ہوا۔ اور تخت نشین ہوتے ہی پہلا کام جو کیا وہ تقرر اراکین ریاست تھا جس سے ریاست نے ایک مستقل حکومت کی صورت اختیار کر لی۔ اس وقت باقاعدہ مدار المہام۔ سپاہ سالار۔ مشیر۔ تاریخ نویس۔ مصاحب۔ بخشی افواج۔ میر منشی اور سرپرست توشہ خانہ کے عہدے تجویز ہو کر ان عہدوں پر مناسب اشخاص کا تقرر ہوا۔ رجب ۱۲۲۴ھ میں نواب صاحب کے بڑے بھائی مبارک خان کی موت عثمان خان گورگیج کے ہاتھ سے واقع ہوئی۔ اس نواب کا زمانہ حکومت سترہ سال رہا۔ لیکن یہ تمام زمانہ شورشوں اور فتنہ پردازیوں سے بھرا ہوا تھا۔ گورگیجوں غوریوں کی

سازش والی سندھ کے ساتھ تعلقات کی کشیدگی اور دوسرے حالات اندرونی نے نواب صاحب کی زندگی کو ہمیشہ معرض خطر میں رکھا۔ اور ملک کا انتظام بھی مخدوش حالت میں رہا۔ آخر ۹ رمضان المبارک ۱۲۴۱ھ کو تین بیٹے صاحبزادہ رحیم یار خان عرف بہاول خان ثالث۔ عظیم یار خان و جعفر خان کو اپنی یادگار چھوڑ کر نواب صادق محمد خان ثانی راہی ملکِ بقا ہوا۔

اس نواب نے شاہ شجاع الملک کو امداد دے کر ڈیرہ غازیخان کی تسخیر میں کامیاب کیا۔ اور پھر مہاراجہ رنجیت سنگھ سے ڈیرہ غازیخان کا علاقہ اڑہائی لاکھ روپیہ سالانہ کے اجارہ پر حاصل کیا۔

اس نواب کے وقت میں نواب سرفراز خان صوبہ دار ملتان تھا۔ اور راجہ رنجیت سنگھ حاکم پنجاب۔

رحیم یار خان عرف بہاول خان ثالث

سن جلوس	سن وفات
۹ رمضان المبارک ۱۲۴۱ھ	۵ محرم الحرام ۱۲۶۹ھ
مطابق ۱۸۲۵ء	مطابق ۱۸۵۲ء

نواب صادق محمد خان ثانی کی وفات پر صاحبزادہ رحیم یار خان۔ بہاول خان ثالث کے لقب سے تخت نشین ریاست ہوا۔ اس نواب کی دوراندیشی کی وجہ سے گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ ریاست بہاولپور کا رابطہ اتحاد مضبوط ہوا چنانچہ ۱۲۴۹ھ میں کپتان سی۔ ایم۔ ویڈ صاحب پولٹیکل افسر لودیانہ بحکم گورنر جنرل ہند ریاست بہاولپور میں آئے۔ اور ایک عہدنامہ فیمابین گورنمنٹ انگریزی و ریاست تیار کیا گیا۔ جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ اور جو
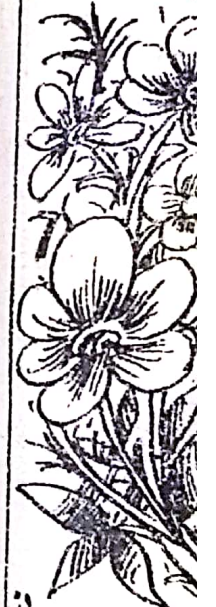
فیمابین ایسٹ انڈیا کمپنی و نواب بھاول خان رئیس بھاولپور
۲۲ فروری ۱۸۳۳ء کو لکھا گیا

خدا کے فضل و کرم سے آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی اور رئیس بھاولپور کے درمیان یک جہتی کا رابطہ ۱۸۰۹ء سے قائم ہے جبکہ مسٹر الفنسٹن صاحب سفارت کابل پر تشریف لے گئے تھے اور اب کپتان سی۔ ایم۔ ویڈ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ لودیانہ منجانب رائٹ آنریبل لارڈ ولیم بنٹنگ جی۔ سی۔ بی۔ جے۔ سی۔ ایچ گورنر جنرل بھاولپور میں تشریف لائے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ اتحاد کا رابطہ مستحکم ہو۔ اور سندھ و ستلج کی تجارت جاری ہو جس سے ترقی تجارت و بہبودی گرد و نواح مطلوب ہے۔ لہذا حسب ذیل شرائط پر عہدنامہ لکھا جاتا ہے۔ جسپر آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی و نواب رکن الدولہ۔ نصرت جنگ مخلص الدولہ۔ حافظ الملک سیف الدولہ محمد بھاول خان کاربند ہوں گے۔

۱۔ اتحاد و دوستی ہمیشہ ایسٹ انڈیا کمپنی و نواب محمد بھاول خان اور اوسکے ورثا جانشین کے درمیان قائم رہیگی۔

۲۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کا اقرار ہے کہ وہ بھاولپور کے علاقہ موروثی و غیر موروثی میں ہرگز دخل اندازی نہ کرے گی۔

۳۔ انتظام ملک و اختیارات و حقوق کے بارہ میں نواب صاحب خود مختار ہیں۔

۴۔ سرکار انگریزی کی طرف سے دربار ریاست میں جو عہدہ دار رہیگا وہ انتظام میں کسی قسم کا دخل نہ دیوے گا۔

۵۔ سوداگران کو دریائے سندھ اور ستلج میں بشرط حصول پروانہ راہداری آمد رفت کی اجازت ہوگی۔

۶۔ تجارت پر مندرجہ بالا راستوں میں برضامندی فریقین محصول مقرر کیا جائے گا۔

۷۔ اہلکاران پرمٹ و مستاجران کو ہدایت کی جاوے گی کہ بعد لینے محصول کے تاجران کو کسی جگہ نہ روکیں۔

٨۔ محصول جو مال تجارت دریائے مذکورہ بالا پر مقرر ہوگا۔ اوسکو اوس محصول سے جو گھاٹ کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے گذرنے کے وقت لیا جاتا ہے۔ کوئی تعلق نہ ہوگا۔

٩۔ اس لین سے گذرنے والے تاجروں کو لازم ہوگا کہ جبتک نواب ریاست کے علاقہ میں رہیں کوئی امر خلاف قانون ریاست و مذہب نہ کریں۔

١٠۔ جسقدر محصول کا حق نواب صاحب کو ہوگا۔ اوسکے اہلکاروں کی معرفت مقررہ مقامات پر لے لیا جاوے گا۔

١١۔ اہلکاران جنکو تلاشی اشیاء و تحصیل محصول پر مقرر کیا جاویگا۔ کوٹ مٹھن و ہری کے میں قیام کریں گے۔

١٢۔ جب کوئی شخص کشتیوں کو کسی مقام پر ٹھیرائے۔ کوئی اسباب آتارے یا چڑہائے تو اوسکا محصول سرکار ریاست حسب منشار شرط ہشتم سامان کے لادنے سے پہلے اور اوترنے کے بعد لے لیگی۔

١٣۔ کوٹ مٹھن پر جو پروانہ راہداری دیا جائیگا۔ ہری کے پر اوس پروانہ اور فہرست مال کا مقابلہ کر لیا جائیگا۔ اور زائد سامان کا محصول لے لیا جائیگا۔

١٤۔ اور جب ہری کے سے کوٹ مٹھن کو سامان جائیگا تو بھی یہی عمل کیا جائیگا۔

١٥۔ ریاست میں جو تاجر شب باشی کی حفاظت طلب کریگا اوسکو امداد دیجائے گی۔

١٦۔ عہد نامہ کے شرائط کا لحاظ ہر دو سرکاروں کو رہیگا۔ اور وہ سب واسطے ابدی اتحاد فیما بین ہر دو سرکار کے ہوں گے۔

مرقومہ مقام بہاولپور۔ بتاریخ ٢٢۔ فروری ١٨٣٣ء

مُہر کمپنی دستخط ڈبلیو۔ سی۔ بنٹنگ

تصدیق کی گورنر جنرل بہادر نے باجلاس کونسل بتاریخ ١٢ ستمبر ١٨٣٣ء

١٨٤٨ء میں جنگ ملتان کے موقعہ پر گورنمنٹ نے نواب صاحب سے امداد طلب کی۔ نواب صاحب نے نو ہزار کے قریب فوج پیادہ و سوار ریاست کیطرف سے بھیجی جسکی جان فشانی سے مہم سر ہوئی۔ اور فوج کو خوشنودی کے پروانے دیئے گئے۔ اور نواب صاحب کا شکریہ گورنمنٹ

کی طرف سے ادا کیا گیا۔ اور حسن خدمت کے صلہ میں نواب صاحب کو ایک لاکھ روپیہ سالانہ
پنشن عطا ہوئی جو تاحیات ملتی رہی۔ انہیں دنوں لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل ہند ملتان میں
تشریف لائے۔ اور نواب صاحب نے ملتان میں ان سے ملاقات فرمائی۔ جس پر انہوں نے
نواب صاحب کے ہاتھ میں طلائی کنگن پہنائے۔ اور اپنے ہاتھ سے شمشیر و سپر ولایتی نواب صاحب
کی کمر سے باندھتے ہوئے امداد کا اعتراف فرمایا۔ چونکہ نواب صاحب کی امداد اور بہی خواہی
کا گہرا نقش سرکار انگلشیہ پر ہو چکا تھا۔ اسی سلسلہ میں ۱۸۴۲ء میں جب سندھ کے ساتھ
سرکار انگلشیہ کا عہد نامہ ہوا۔ تو اس موقعہ پر نواب صاحب کو از راہِ قدردانی کوٹ سبزل
و بھونگ بھارہ کا علاقہ مرحمت ہوا۔

غرض ریاست بہاولپور کے لئے اس نواب کا زمانہ اقبالمندی کا زریں عہد قرار دیا گیا ہے
اندرونی امن و امان کے علاوہ اس عہد میں سرکار انگلشیہ کے ساتھ خاص طور پر تعلقات اتحاد قائم ہوئے
اور اسطرح بیرونی خطرات کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اٹھائیس سال کی شاندار حکومت کے بعد ۵ محرم الحرام
۱۲۶۹ھ کو یہ نواب چھ بیٹے (۱) حاجی خان (۲) محمد خان (۳) سعادت یار خان (۴) مبارک خان
(۵) گل محمد خان (۶) عبداللہ خان اپنی یادگار چھوڑ کر راہی ملک بقا ہوا۔

اس نواب کے زمانہ میں دیوان ساون مل و دیوان مولراج صوبہ دار ملتان رہے تھے مگر پھر
سرکار انگریزی کا تسلط ہو گیا۔

نواب سعادت یار خان عرف صادق محمد خان ثالث

نواب بہاول خان ثالث کے انتقال پر نواب سعادت یار خان۔ صادق محمد خان ثالث
کے لقب سے تخت نشین ہوا۔

۵ ربیع الثانی ۱۲۶۹ھ کو خلعت مسند نشینی جان لارنس صاحب چیف کمشنر ممالک پنجاب کی طرف سے بمنظوری گورنر جنرل ہند پہونچا اور دربار عام کیا گیا۔ چونکہ یہ نواب صاحب دوسرے صاحبزادوں سے چھوٹے تھے۔ گو اس کی ولیعہدی کی منظوری سرکار انگریزی سے بھی ہو چکی تھی۔ مگر حالات ایسے پیش آگئے کہ رعایا اور ملازمان ناراض ہو گئے۔ اور اندرونی پریشانیوں کے باعث تھوڑے ہی عرصہ کے بعد یہ نواب تخت سے سبکدوش کر دیا گیا اور اس کا بڑا بھائی حاجی خان بہ لقب فتح خان مسند نشین ہوا۔

نواب حاجی خان عرف نواب فتح خان

سن مسند نشینی	سن وفات
۱۱۔ جمادی الاول ۱۲۶۹ھ	۲۲۔ صفر المظفر ۱۲۷۵ھ
۲۲ فروری ۱۸۵۳ء	۳۔ اکتوبر ۱۸۵۸ء

صاحبزادہ حاجی خان ۱۱۔ جمادی الاول ۱۲۶۹ھ کو بہ لقب فتح خان مسند نشین ہوئے اور اپنے بھائی صادق محمد خان کو نظر بند کر دیا۔ مگر اوسکی عزت و حرمت میں ہرگز فرق نہ آنے دیا کچھ عرصہ بعد صادق محمد خان کو گورنمنٹ نے لاہور میں بلا کر ریاست کیطرف سے اون کی پنشن مقرر کرادی۔

مئی ۱۸۵۷ء میں اسی نواب کے زمانہ میں دہلی کا عالم آشوب غدر واقع ہوا۔ جسمیں نواب فتح خان نے گورنمنٹ انگلشیہ کو بہت بڑی امداد دی۔ اور ہنگامہ کے فرو ہونے پر ریاست میں بڑی خوشی منائی گئی اور چراغاں کی گئی۔

اس سے اگلے سال ۲۲ صفر ۱۲۷۵ھ کو دو فرزند رحیم یار خان اور محبت خان کو اپنی یادگار چھوڑ کر نواب فتح خان نے انتقال فرمایا۔

نواب رحیم یار خان عرف نواب بہاول خان رابع

تاریخ مسند نشینی

۲۲۔ صفر المظفر ۱۲۵۵ھ

اکتوبر ۱۸۵۸ء

تاریخ وفات

۷۔ ذیقعدہ ۱۲۸۲ھ

۲۵۔ مارچ ۱۸۶۶ء

نواب صادق محمد خان ثالث کے انتقال پر اوس کا بڑا بیٹا نواب رحیم یار خان بلقب بہاول خان رابع تخت نشین ہوا۔ اسکے مسند نشین ہوتے ہی ریاست میں بغاوتوں کا جال پھیل گیا اور ریاست نہایت خطرناک حالت میں آگئی۔ امن کی کوئی صورت ریاست میں پیدا نہ ہوئی۔ جمعدار احمد خان کی سرکشی۔ داؤد پوتروں کے بلوے۔ اندرونی سازشوں کے کے باعث نواب صاحب کی طبیعت پر اسقدر اثر ہوا کہ اونکی زندگی تلخ ہو گئی۔ اور عین جوانی کی عمر میں ۷۔ ذیقعدہ ۱۲۸۲ھ کو ایک فرزند صادق محمد خان چھوڑ کر دفعتاً انتقال فرمایا۔ جبکہ اونکی عمر صرف انتیس ۲۹ سال کی تھی۔

نواب صادق محمد خان رابع

تاریخ تخت نشینی

۷۔ ذیقعدہ ۱۲۸۲ھ

۱۸۶۶ء

تاریخ وفات

۳۔ شوال ۱۳۱۷ھ

۱۸۹۹ء

جب نواب محمد بہاول خان رابع کا انتقال ہوا۔ ولیعہد کی عمر صرف چار سال سات ماہ کی تھی۔ گورنمنٹ برطانیہ نے کمسن نواب کی سرپرستی فرمائی۔ اور اس رئیس کی ذاتی تعلیم صحت

اور تربیت کے ساتھ ساتھ ریاست کے انتظام میں بھی ہر ایک صیغہ کی ترقی کا پورا پورا خیال رکھا۔ اور ریاست میں ایجنسی قائم کر دی جس میں کئی یورپین افسر بھی مقرر فرما دیئے۔

ایجنسی کے زمانہ میں علاوہ دوسرے انتظامات کے بہاولپور میں ایک پریس بنام صادق الانوار جاری کیا گیا اور احکام و واقعات کی اشاعت کے لئے ایک ہفتہ وار اخبار بنام صادق الاخبار جاری کیا گیا۔ جو اب تک جاری ہے۔

نواب صاحب بہادر کے جوان ہونے اور تعلیم و تربیت سے آراستہ ہو جانے پر ۲۸۔ نومبر ۱۸۷۹ء کو ایک عالیشان دربار بمقام نور محل بہاولپور منعقد ہوا۔ جس میں لفٹنٹ گورنر پنجاب آنریبل مسٹر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر نے گورنمنٹ عالیہ کیطرف سے ایک بسیط تقریر کے بعد نواب صاحب کو کامل اختیارات ریاست عطا فرمائے۔ اور اپنی بیش بہا سپیچ کا اختتام حسب ذیل زرین الفاظ پر کیا:۔

"اے صادق محمد خان بہادر۔ رکن الدولہ۔ نصرت جنگ۔ مخلص الدولہ۔ حافظ الملک۔ نواب بہاولپور! میں اب جناب مستطاب معلےٰ القاب نواب وائسرائے بہادر کے حکم سے اور اعلیحضرت ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ آپ ریاست بہاولپور کے حاکم با اختیارات کاملہ ہیں"۔

اس رئیس کا زمانہ ریاست کے لئے نہایت خیر و برکت کا زمانہ خیال کیا جاتا ہے۔ اس رئیس نے ہر ایک صیغہ کا نہایت شستگی سے انتظام فرمایا۔ اور ہمیشہ ملک کی ترقی رعایا کی بہبودی کے خیال کو مدنظر رکھا۔ زندہ دلی۔ فیاضی۔ اعلیٰ قابلیت۔ معدلت گستری کے ساتھ زمانۂ سلطنت بسر کیا۔

۲۵۔ جنوری ۱۸۸۲ء کو کلکتہ کے گورنمنٹ ہوس میں ایک دربار منعقد ہوا جس میں نواب صاحب کے حسن انتظام پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے گورنمنٹ عالیہ نے نواب صاحب بہادر کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا عظیم الشان خطاب عطا فرمایا۔ اور سکرٹری ان آرڈر نے نواب صاحب کا پورا پورا خطاب بدیں الفاظ پڑھ کر سنایا:۔

"ہز ہائینس نواب سر صادق محمد خان بہادر نائٹ گرانڈ کمانڈر آف دی موسٹ

اگزالٹڈ آرڈر آف دی سٹار آف انڈیا۔"
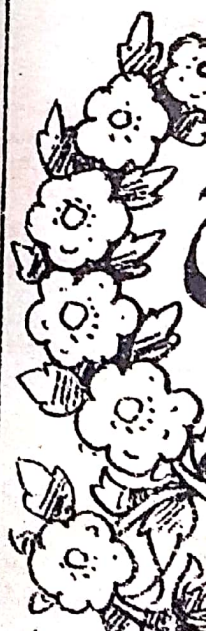
۱۴۔ فروری ۱۸۹۸ء کو ایک زنانہ ہسپتال بہاولپور میں امراض نسوان کے علاج کے لئے کھولا گیا۔ اس رئیس کے وقت میں گورنمنٹ برطانیہ کو مہمات افغانستان مصر۔ ٹرانسوال۔ چترال وغیرہ میں بہت بڑی امدادیں پیش کی گئیں جسکے متعلق گورنمنٹ نے بارہا شکریہ کے ساتھ اعتراف کیا۔ غرض نہایت ہر دلعزیزی کے ساتھ شاندار فیاضانہ عہد حکومت بسر کرنے کے بعد ۱۴ فروری ۱۸۹۹ء کو دو فرزند۔ صاحبزادہ محمد مبارک خان و صاحبزادہ محمد حاجی خان اپنی یادگار چھوڑ کر داعئ اجل کو لبیک کہا۔

اس نواب صاحب کے عہد میں ریاست کا تمام نظام قدیم تبدیل ہو کر جدید اصلاحات عمل میں لائی گئیں۔ اور ہر ایک صیغہ کے متعلق علیحدہ علیحدہ محکمہ مقرر کیا جا کر افسران مقرر کئے گئے۔ اس زمانہ سے پیشتر جو انتظام رائج تھا وہ نہایت مختصر تھا۔ مہمات سلطنت کیلئے ایک مدار المہام ہوتا تھا۔ جو تمام نظام عمل اندرون ریاست اور تعلقات بیرون ریاست کے متعلق فرمانروا کے منشار کی تعمیل کا ذمہ وار سمجھا جاتا تھا۔

شرعی قصاص اور حِل و حرمت کے تمام مقدمات کا فیصلہ ایک قاضی کرتا تھا فوجداری جرائم اور حفظ امن کے تمام شعبے عملی طور پر کوتوال شہر کی تحویل میں تھے تجارتی اور کاروباری تنازعات کے لئے ایک چودھری مقرر ہوتا تھا۔ تحصیل مالیہ اور مقدمات مال و اراضی کے تصفیہ کی غرض سے ہر ایک حصہ ملک میں ایک ایک کاردار مامور تھا۔ فوج مختصر تھی۔ مالیہ کی وصولی جنس میں ہوتی تھی۔ سرکاری حصہ محصول اجناس غلہ میں نہائی چوتھائی اور پانچواں حصہ مختلف حالات اور شرح سے تقسیم ہو کر سرکاری بھانڈہ (گودام غلہ) میں جمع ہوجاتا تھا۔ اور پھر اسی بھانڈہ سے ہر روز مقررہ مواجب کی ادائگی ہوا کرتی تھی بٹائی کا تمام عمل۔ زکوٰۃ۔ بیہر بحری۔ ترنی جنگلات۔ انہار وغیرہ کا تمام انتظام کارداران علاقہ کے متعلق تھا۔ دستور یہ تھا کہ مفصلات کی ہر قسم کی آمدنی سالانہ کے موقعہ پر جلوس سالگرہ مبارک میں جو ہر اسلامی ماہ صفر کے آخری چہارشنبہ کو منایا جاتا تھا۔ کارداران علاقہ کے ذریعہ داخل خزانہ ہوا کرتی تھی۔ تمام بڑے بڑے ملازم۔ اعلیٰ زمیندار اور سرداران قوم اس موقعہ پر

شامل دربار ہوا کرتے تھے۔ اور اپنی اپنی حیثیت اور تعلقات کے لحاظ سے مناسب تحائف پیش کرتے اور انعام و خلعت سے فیضیاب اور ممتاز ہوتے تھے۔

انہار کا انتظام بہت سادہ تھا۔ علاقہ کے کاردار تجربہ کار۔ زمینداروں کے ذریعہ نہریں اور رجبھے دریا سے نکال کر علاقہ کی آبپاشی کا انتظام کرتے تھے۔ اور اس فیضانِ الٰہی سے رعایا کا ہر ایک شخص حسب ضرورت مستفید اور مستفیض ہو سکتا تھا۔ چونکہ ادھر کیطرف دریائے گھارا کو کوئی روکاوٹ نہ تھی اسلئے طغیانی کے ایام میں اس آباد علاقہ کے اندر ہر سال سیلاب آجایا کرتا تھا جسکے سبب زراعت پیشہ لوگوں کے نصیب کھل جاتے تھے۔ دریائی پانی کیلئے کوئی پکڑ یا بیگار نہ تھی۔ ہر علاقہ کے زمیندار اپنی ضرورت کے لحاظ سے خود ہی متفقہ کوشش سے اپنی ضرورتوں کا انتظام کر لیتے تھے۔ لیکن اب نظامِ حکومت ممالک متمدّنہ کے نمونہ پر ہر طرح مکمل کیا گیا۔ سلطنت برطانیہ کی سرپرستی میں ریاست نے شائستگی اور نظم و نسق کی ترقّی کے جو مرحلے طے کئے ان کی بہت لمبی اور دلچسپ داستان ہے جسکی تفصیل صبح صادق میں درج ہے۔

مختصر یہ کہ اب ریاست میں مال۔ جنگلات۔ تعمیرات۔ انہار۔ تعلیم۔ میڈیکل۔ میونسپل۔ جوڈیشل۔ پولیس۔ فوج۔ اسٹڈ۔ حساب و خراجات۔ رجسٹری۔ اسٹامپ۔ تصریفات کے علیحدہ علیحدہ صیغے بنائے گئے۔ اور یہ تمام صیغے اسقدر مکمل اور باقاعدہ نظام میں مرتب کئے گئے کہ دیکھ کر اس چھوٹی سی ریاست کی نسبت کسی اعلیٰ درجہ کی سلطنت کا تصور ذہن میں آجاتا ہے۔

اب مالیہ نقدی میں وصول ہوتا ہے۔ اور باقاعدہ بند و بستوں کے ذریعے انہیں اصول و قواعد کی رُو سے مالیہ تشخیص کیا جاتا ہے جو علاقہ سلطنتِ برطانیہ میں مروّج ہیں۔ غرض اس نواب صاحب کا زمانہ ریاست کی انتظامی اصلاحات اور امن عامّہ کے لحاظ سے جدید دور سمجھے جانے کے قابل ہے۔

نواب محمد مبارک خان عرف نواب محمد بہاولخان خامس

تاریخ تخت نشینی	تاریخ وفات
۲۱۔ شعبان سنہ ۱۳۲۱ھ	ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۵ھ
۱۲۔ نومبر سنہ ۱۹۰۳ء	۱۵۔ فروری سنہ ۱۹۰۷ء

۱۴۔ فروری سنہ ۹۹ء کو جب نواب صادق محمد خانصاحب رابع کا انتقال ہوا۔ اوسوقت صاحبزادہ محمد مبارک خان چیفس کالج میں تعلیم پاتے تھے۔ ۱۰۔ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء کو رسم دستار بندی ادا ہوئی۔ اور اس رسم کے ادا ہونے کے ساتھ ہی نواب صاحب کا نام **نواب محمد بہاول خان خامس** تجویز ہوا۔

اسکے بعد نواب صاحب پھر چیفس کالج میں تعلیم کے لئے چلے گئے۔ اور ریاست کا انتظام کرنل ایل۔ جے۔ ایچ گرے صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ کی نگرانی میں دیا گیا۔ نوابصاحب نے تعلیم نہایت دلچسپی کے ساتھ حاصل کی۔ اور باوجود ایک بہت بڑے رئیس زادہ ہونیکے سنہ ۱۹۰۰ء میں مڈل اور سنہ ۱۹۰۱ء یعنی صرف ایک ہی سال کے اندر انٹرنس کا امتحان نہایت کامیابی اور حیرت انگیز قابلیت کے ساتھ پنجاب یونیورسٹی کے عام طلبار کے زمرہ میں شامل ہو کر پاس کیا۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد دو سال تک برابر نوابصاحب نے مختلف صیغوں کا کام اپنے ہاتھ سے انجام دے کر انتظامی تجربہ حاصل کیا۔

ہر ایک صیغہ کے کام کو نہایت گہری دلچسپی کے ساتھ طالب علموں کیطرح اپنے ہاتھ سے انجام دیا۔ خصوصًا مال کے کام کا جسپر ملکی آمدنی کا تمام وارومدار ہوا کرتا ہے بہت دیر تک تجربہ کرتے رہے۔

۲۰۔ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء مطابق ۲۹۔ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۸ھ کو صاحبزادہ محمد محبت خانصاحب عباسی کی دختر نیک اختر کے ساتھ نوابصاحب کی نسبت ہوئی۔ منگنی کی رسم ادا کیگئی۔

چھ ماہ کے بعد یعنی ۱۳ جولائی ۱۹۰۳ء کو نوابصاحب کی شادی بڑی دھوم دھام کے ساتھ ہوئی۔
سال ۱۹۰۳ء ریاست بہاولپور اور نوابصاحب کی ذات کے لئے خوشی اور ملک کے بہبود کا زمانہ سمجھا جاتا ہے اگست ۱۹۰۳ء میں صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر نے دربار دہلی کے تمغے تقسیم کرنے کے لئے ایک بہت بڑا دربار کیا جسمیں دربار کے متعلق ایک طلائی تمغہ نواب صاحب بہادر کو پہنایا گیا اور تین نقرئی تمغے مشیران ریاست سردار محمد محمود خانصاحب مشیر مال۔ مولوی محمد عبدالرحمن صاحب مشیر تصریفات۔ مولوی محمد دین صاحب ہوم وفارن سکرٹری کو عطا ہوئے۔
اس سے اگلے دن یعنے ۸ اگست ۱۹۰۳ء کو خلعت جانشینی عطا کرنے کے متعلق دربار کیا جسمیں صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:۔

"یور ہائینس! میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ بہمراہی اپنی کونسل واہلکاران کے آپ اس جگہ جمع ہوں تاکہ مَیں منجانب گورنمنٹ عالیہ یہ خلعت آپ کے حوالے کرنے کی مسرت حاصل کروں۔ نواب صاحب مرحوم مغفور کی وفات کے وقت یور ہائینس کالج لاہور میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ اسوقت یہ مشکل نظر آیا کہ آپ کی جانشینی کی تسلیم منجانب گورنمنٹ کے بہ ظاہری نشان (خلعت) آپ کی خدمت میں پہونچائی جاتی۔ اب کہ ریاست بہاولپور اس ایجنسی کے چارج میں شامل ہوگئی ہے۔ حضور نواب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کی رائے میں اس رسم کا زیادہ نزالتوا رکرنا مناسب نہ دکھائی دیا۔ اور یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ مجھکو ہز آنر کا منشا مبارک عمل میں لانے کے واسطے متعین کیا گیا۔ خداوند تعالی آپ کی عمر دراز کرے۔ اور آپ کو ایسا حوصلہ وعقل بالغ عطا کرے کہ آپ اوسکے ذریعہ ان اہم ذمہ واریوں کو سرانجام کرسکیں۔ جو کہ شہنشاہ حقیقی نے آپ کے اوپر رکھی ہیں۔"

صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر کے بیٹھ جانے کے بعد نواب صاحب بہادر نے کھڑے ہوکر گورنمنٹ عالیہ کا عطائے خلعت کے متعلق شکریہ ادا کرتے ہوئے حسب ذیل تقریر فرمائی:۔

"میجر ڈنلپ سمتھ صاحب و درباریان! مجھکو اس خلعت کے لینے سے نہایت مسرت ہوئی ہے جو کہ گورنمنٹ عالیہ نے اسقدر شفقت سے میرے محترم دوست کی معرفت عطا فرمائی ہے میں اسکو نہ صرف گورنمنٹ عالیہ کیطرف سے نشان اعزاز سمجھتا ہوں بلکہ بحیثیت فرمانروائے ریاست

فرائض حکومت کو کما ینبغی طور پر سر انجام دینے کے لئے حوصلہ افزائی سمجھتا ہوں۔ نتائج بر آنے
کے ساتھ میرے بزرگوں کی وفادارانہ فدائیت کی روداد میرے پیش نظر ہے۔ اور میری
زندگی کے اعلیٰ ترین مقاصد میں سے ہوگا کہ اس میں ایک اور زیادہ روشن باب اضافہ ہو۔

نومبر ۱۹۰۳ء کا مہینہ دربار اختیارات کا تھا جس میں مسند نشینی ہونے والی تھی۔ اسکے لئے پہلے سے
تیاریاں ہوتی رہیں۔ اور نہایت عالیشان دربار ہوا۔ جو تاریخ ریاست کے صفحوں پر ہمیشہ کیلئے
بطور یادگار ایک زرّین واقعہ سمجھا جائیگا۔

ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ اس شاندار دربار کی مختصر کیفیت درج کر دیں۔

نومبر ۱۹۰۳ء شروع ہوتے ہی معزز مہمانوں اور رؤسا کی آمد شروع ہو گئی۔ بہاولپور
کے گردو نواح کے تمام بنگلے۔ کوٹھیاں اور محل مہمانوں کے واسطے سجائے جا کر مخصوص کر دیئے گئے
تھے۔ چنانچہ احاطہ نور محل میں یوروپین معزز مہمانان کا ایک انگریزی کیمپ سجایا گیا تھا جو اپنی
شان و شوکت کے لحاظ سے خوشنما اور نفیس خیموں کی قطاروں کی وجہ سے دلفریب تھا اور اوسکو
زیادہ دلچسپ اور بارونق بنانے کے واسطے اوسکے اندر ریاستی صنائع کی ایک نمائشگاہ کا
بھی انتظام کیا گیا تھا۔

ہز ایکسیلنسی بیرن کرزن آف کیڈلسٹن وائسرائے و گورنر جنرل ہند کے لئے تمام
نور محل کو نہایت قیمتی ساز و سامان اور فرنیچر سے اسم بامسمّٰی بنا دیا گیا تھا۔

مہاراجہ صاحب بہادر فرید کوٹ اور دیگر رؤسا مدعو شدہ کے لئے الگ الگ خوبصورت
کیمپ سجائے گئے تھے۔

۱۱۔ نومبر ۱۹۰۳ء کو ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب تشریف فرمائے بہاولپور ہوئے
اور ۱۲۔ نومبر ۱۹۰۳ء کو جو مسند نشینی کا روز سعید تھا۔ صبح آٹھ بجے ہز ایکسیلنسی بیرن کرزن
آف کیڈلسٹن وائسرائے و گورنر جنرل ہند نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے بہاولپور کو
شرف بخشا۔

دربار عطائے اختیارات کا وقت چار بجے مقرر تھا۔ نور محل کے بڑے ہال میں معزز مہمانو
رؤسا اور افسران ریاست و اعلیٰ زمینداران کے لئے خاص نشستیں مقرر تھیں۔ ٹھیک وقت مقررہ پر

ہز ایکسیلنسی نے دربار ہال میں رونق افروز ہوکر نہایت فصیح اور بلیغ تقریر کے ساتھ نواب صاحب بہادر کے اختیارات کے عطا ہونے کا اعلان فرمایا۔ ہز ایکسیلنسی کی سپیچ حسب ذیل ہے:-

"یوئر آنرز۔ یوئر ہائینس۔ سرداران و دیگر صاحبان!

میں بھاولپور اس غرض سے آیا ہوں کہ نوجوان نواب صاحب کو ریاست کی مسند پر سرفراز کروں شمالی ہندوستان میں یہ سب سے بڑی اسلامی ریاست ہے۔ اور میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اس ریاست اور اسکے فرمانروا کے ساتھ سرکاری اور ذاتی وابستگی کی علامات کو اوسی طرح پیش کروں جس طرح میں نے اس ملک کی دوسری ہندو ریاستوں اور ہندو راجاؤں کے ساتھ ظاہر کئے ہیں۔ یہ موقعہ ایک سرکاری موقعہ ہے۔ کیونکہ شہنشاہ معظم کے نائب ہونے کی وجہ سے میں نوجوان شہزادے کو معہ کل اختیارات ملکی کے مسند نشین کرنے والا ہوں۔ لیکن اس موقعہ سے ذاتی غرض بھی ہے۔ کیونکہ میں اس وقت نواب صاحب اور اونکی رعایا پر وہ عمیق دلچسپی ظاہر کرنا چاہتا ہوں جو مجھکو اونکی صلاح و فلاح سے ہے۔ اور میں اون امیدوں کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ جو میں اونکے آئندہ زمانہ کی نسبت رکھتا ہوں۔

جبکہ تاج برطانیہ سے وائسرائے اور ہندوستانی رؤسا کی تعداد سے کئی ایک موقعہ مسند نشینی پر جمع ہوتے ہیں۔ تو یہ خلاف فطرت نہیں کہ کچھ دیر کے لئے ہمارے دل میں اون روابط کی نوعیت کا خیال پیدا ہو جنکے سبب یہ ربط قائم ہے۔ یہ روابط اپنی قسم کے عجیب و عظیم الشان ہیں۔ اور جہاں تک مجھکو علم ہے۔ وہ صفحہ ہستی میں کسی دوسرے ملک کے اندر اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ ہندوستان کا نظام مملکت نہ جاگیر داری ہے نہ معاہدہ کا ہے اور نہ کسی ضابطہ کا تابع ہے۔ نہ یہ ہمیشہ عہدناموں پر منحصر رہتا ہے اور نہ ہی لیگ سے اسکو کوئی مناسبت ہے۔ یہ ایک ایسے سلسلہ ہائے روابط کو ظاہر کرتا ہے جو تاج برطانیہ اور دیسی تاجداروں کے درمیان مختلف تاریخی حالات سے پیدا ہوگئے لیکن یہ سلسلہ ہائے روابط ایسے ہیں جو مرور مدت میں رفتہ رفتہ ایک ہی طرح وضع اختیار کر چکے ہیں۔ تاج شاہی کا اقتدار و وقار ہر جگہ مسلمہ ہے۔ اپنے

حقوقِ شاہی کو اوس نے خود ہی قائم کیا ہے۔ ریاست ہائے کے فرائض اور خدمات کا
صاف طور پر اعتراف کیا جاتا ہے۔ اور دیانتداری کے ساتھ اونکو ادا کیا جاتا ہے۔
پس اقتدار اور آزادیٔ خیالات کا اور فرائض کے ذاتی لحاظ اور حقوق کا اسطرح باہم
میل ملاپ ہوتا ہے۔ جو افسری تاج سلطنت برطانیہ کے زمانہ میں ہندوستان کو
تمام اون ممالک سے ممیز کرتا ہے جنکا ذکر صفحات تاریخ میں ہے۔
جن علاقوں سے یہ ربطِ سلطنت بہم ہے وہ آہنی جولان نہیں۔ جو کسی کمزور کیلئے
کسی زبردست نے بنا رکھے ہوں۔ نہ وہ مصنوعی جوڑ ہیں جو کسی غیر معمولی بوجھ کے
پڑنے سے کھل جائیں۔ بلکہ یہ وہ رشتہ ہائے ریشم ہیں جو فخر اور فرض اور ایثار اور قدر
کے باہمی احساس کے رسن قوی کی صورت میں گتھ گئے ہیں۔ والیانِ ریاست دیسی کے
اون حالات کو جو ملکہ معظمہ وکٹوریہ کے تختِ سلطنت پر جلوہ افروز ہونیکو تھے۔
موجودہ حالات کو مقابلہ کرکے دیکھا جائے تو جو اختلاف ظاہر ہوگا اوس سے بڑھ کر
کسی اختلاف کا قیاس کرنا ممکن نہیں۔ اوس زمانہ میں اونکو ایک دوسرے پر اعتبار
نہ تھا۔ سلطنت عظمی پر اونکو بھروسہ نہ تھا۔ سازشوں اور حسد کے سبب اونکو دلی
تسکین نصیب نہ تھی۔ انتظامِ مملکت کیطرف سے مستغنی تھے۔ یا اوس میں ذاتیات کو
زیادہ دخل دیتے تھے۔ کسی مدعائے شاہی یا اعلیٰ ترین فرض سے وہ خبردار نہ تھے
اب اونکی ہمدردی اونکے علم کے ساتھ وسیع ہوگئی ہے۔ اور ذمہ داری کا احساس
اوس اعتبار کی مناسبت سے بڑھ گیا ہے جو اون پر کیا جاتا ہے۔ وہ اپنی ریاست
کی جانب اپنی اپنی ذمہ واریوں کو اور تخت شاہی کی جانب اپنے فرض کو سمجھتے ہیں
تاجِ برطانیہ بھی کوئی خیالی بات نہیں۔ بلکہ ایک مجسّم اور جوش کے پیدا کرنے والی طاقت ہے۔
غرض بجائے اسکے کہ وہ چھوٹے چھوٹے پارٹوں کے ایکٹر ہوں۔ ریاست ہائے دیسی کے
والیان اب ایک بڑے سٹیج کے ارکین ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس تغیر عمل کی رفتار
کے ساتھ والیان ریاستہائے دیسی کے اقتدار میں بجائے کمی کے بیشی ہوئی ہے۔
اونکا درجہ کم نہیں ہوا۔ بلکہ اون کے حقوق زیادہ محفوظ ہوگئے ہیں۔ جو حفاظت اونکو

حاصل ہوتی ہے اوسکے لیے اونکو حصہ دینا پڑتا ہے لیکن ساتھ ہی اسکے اونکو فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے کیونکہ اب وہ سلطنت کے افراد منفردہ نہیں رہے بلکہ اوسکے شریک اور رکن ہیں۔ وہ ایوان شہنشاہی کی عمارتی آرائش نہیں رہے بلکہ وہ اسکے ستون بنگئے ہیں جو اوسکی عظیم الشان سقف کو اوٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ ہے نوعیت اوس منصب کی جسکے ارشاد کو اب یہ نوجوان چیف پانے کو ہیں۔ اور جس منصب کے حقوق اور ذمہ داریاں اب یہ میرے ہاتھ سے حاصل کرنے کو ہیں۔ میرے نزدیک جو پسندیدہ منظر ان کے پیش نظر ہے۔ اوس سے بڑھکر کوئی پسندیدہ منظر کسی شخص کے سامنے ہو نہیں سکتا۔ گورنمنٹ کی حمایت اپنی رعایا کی محبت اور سب کی نیک خواہی اوسکے ساتھ ہے۔ صورت موجودہ میں نوابصاحب کو معتدبہ فوائد بھی حاصل ہیں۔ اونکی ریاست پر کوئی قرضہ نہیں۔ خزانہ میں دو سال کی کلیہ آمدنی سے زیادہ روپیہ موجود ہے۔ خود اوھنوں نے چیفس کالج میں تعلیم پائی ہے جہاں وہ امتیاز حاصل کر چکے ہیں۔ اور اس تعلیم کے بعد سے اونھوں نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ انتظام مملکت کیواسطے غیر معمولی قابلیت رکھتے ہیں۔ میرے نزدیک وہ اپنی بیباک سلسلہ زندگی کا آغاز مبارک حالات میں کرتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی مشکلات ان نوجوان چیف کی راہ میں حائل نہیں ہوں گی۔ برخلاف اسکے میں خیال کرتا ہوں کہ مشکلات جو اونکے سامنے ہیں تعداد میں زیادہ اور تشویش آور ہیں۔ مشرقی لوگوں کے خیالات قدیمانہ کی پابندی کو مغربی تہذیب سے اخذ کئے ہوئے اصولات کے ساتھ بہم کرنے کی مشکل اونکے سامنے ہے۔ اون خواہشات اور جذبات کو روکنے کی مشکل اونکے سامنے ہے۔ جو بحیثیت انسان ان میں پیدا ہوں۔ اور بحیثیت مالک سلطنت اونکے فرائض سے متناقض ہوں۔ یہ مشکل مگر بمنزلہ ضرورت اونکے سامنے ہے۔ کہ سرکاری اور ذاتی خرچ میں ایک حد قائم کریں۔ اور یاد رکھیں کہ آمدنی ریاست کی لوگوں کا مال ہے نہ کہ چیف کا۔ یہ مال اگر ایک صورت میں رعایا دیوے تو اوسکا بہت سا حصہ دوسری صورت میں واپس دینا چاہیئے۔ یہ مشکل اونکے سامنے ہے کہ درجہ اوسط مابین "بہت کچھ کرنیکی خواہش کرنی" اور "بہت کم کرسکنے کی قائم کریں"۔ لیکن یہ تمام مشکلات اسی لئے ہیں کہ انپر

غلبہ حاصل کیا جائے۔ ان سے کسی راست عقل اور اپنی طبیعت پر ضبط رکھنے والے آدمی کو خطرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

یور ہائینیس! اب میں آپ کو آپ کی ریاست کے پورے اختیارات نظم و نسق عطا کرنے والا ہوں۔ یہ آپ کی زندگی میں ایک ایسا اہم موقعہ ہے کہ تمہیں سے اوس اچھے یا اسکے برعکس شہرت کا پتہ لگیگا جو ایک نہ ایک روز آپ کے نام کے ساتھ منسوب کی جائے گی۔ خود میں تو یہ باور کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ یہ شہرت اول الذکر قسم کی ہوگی نہ کہ مؤخر الذکر قسم کی۔ اور باور کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ آپ جیسا کہ آپ میں استعداد ہے منجملہ اون حکمرانوں کے ہونا چاہتے ہیں جنکے نام احسانمندی سے لئے جاتے ہیں اور ادب سے یاد رکھے جاتے ہیں۔

مَیں اس وقت کہ آپ اس کار عظیم کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں پانچ فرائض آپ پر عائد کرتا ہوں۔

۱۔ اپنے بادشاہ کے ساتھ وفادار رہئے۔ کہ وہی آپ کے اختیارات کا ذریعہ اور اون اختیار کی ضمانت ہے۔

۲۔ جس گورنمنٹ کے ماتحت آپ رکھے گئے ہیں اوسکو اپنا کفیل حفاظت اور کفیل بار سمجھئے۔

۳۔ جس پولٹیکل افسر سے آپ کا تعلق ہو اسکو اپنا اتالیق یا اوستاد نہ سمجھئے۔ بلکہ اوسے اپنا صلاح کار اور دوست سمجھئے۔

۴۔ اپنی ریاست کے امرا کے ساتھ انصاف اور مآل اندیشی کے ساتھ برتاؤ کیجئے۔ آپ پر اون کا ایک ایسا ہی فرض ہے جیسا کہ اون پر آپکا۔

۵۔ سب سے اخیر یہ کہ کوئی دن بغیر اسکے نہ گزرنے دیجئے کہ آپ کو اپنی رعایا کا خیال نہ آئے۔ اور خدا سے التجا ہو کہ آپ جو اسقدر استطاعت رکھتے ہیں اونکے لئے جو استطاعت میں اتنے ہی کم ہیں کچھ نہ کچھ کرسکیں۔

اگر یہ ہوں وہ اصول جن سے آپ اپنا طریق عمل منضبط کریں گے تو آپ کی رعایا اور آپ کے دوست آج کے دن کو تماشہ نہ سمجھیں گے جو ختم ہوتے ہی فراموش ہوجاتا ہے

بلکہ یاد رکھیں گے کہ آج ریاست بہاولپور کے لئے روشن اور با اقبال زمانہ کا طلوع ہوا۔
ہزایکسیلنسی کی شاندار اسپیچ کے ختم ہونے کے بعد خلعت لائی گئی اور ہزایکسیلنسی نے نواب صاحب بہادر کے پیش کی اور نواب صاحب بہادر نے کھڑے ہو کر مندرجہ ذیل الفاظ میں اس اسپیچ کا شکریہ ادا کیا:۔

"ہزایکسیلنسی!

مَیں اس غرض سے اُٹھتا ہوں کہ اس مہتم بالشان اعزاز کا اعتراف وفادارانہ ممنونیت کے احساس عمیق کے ساتھ کروں جو یوئر ایکسیلنسی نے مجھکو اس وقت بخشتا ہے۔ یوئر ایکسیلنسی کی ذات کو مَیں شہنشاہ خدیو عالم مالکِ معظم شاہ ایڈورڈ ہفتم کا مقتدر نائب پاتا ہوں۔ ساتھ ہی میں آپ کو ایک خالص فیاض دوست سمجھتا ہوں جس نے نہ صرف اپنی فراخ ہمدردی سے واقعاتِ گذشتہ کو زیر نظر رکھا بلکہ جس نے اسقدر فاصلہ دور دراز سے اپنی عنایات پر مُہرِ استقلال ثبت کرنے کے واسطے یہاں تک تشریف لانے کی تکلیف گوارا کی۔ اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ علیٰ رُوس الاشہاد شہنشاہ عالم کے ساتھ اعتراف اطاعت کروں۔ اور تاج برطانیہ کے ساتھ راسخ وفاداری میں اپنے اسلافِ عالی کی تقلید کروں۔ میرا یہ بھی فرض ہے کہ یوئر ایکسیلنسی کا شکریہ خلوص دل سے ادا کروں کہ آپ نے ذاتی دلچسپی میری بہبودی میں ہمیشہ ظاہر فرمائی ہے اور جو اَب تمام ہندوستان پر ثابت وہویدا ہو چکی ہے۔ تاریخ بہاولپور میں آج کا دن ہمیشہ کیلئے ایک یوم عظیم ہوگا۔ اور ایسا ہی سمجھا جائیگا اور کبھی فراموش نہ ہوگا۔

میری ریاست اور مَیں اس امر کا فخر کرتے ہیں کہ فرمانروایان بہاولپور میں سے میں پہلا رئیس ہوں جسکو ایک وائسرائے نے مسندِ اختیارات پر متمکن کیا۔ اور دوسرا رئیس ہوں جسکو ہز ایکسیلنسی بیرن کرزن آف کیڈلسٹن نے اختیار حکومت عطا فرمائے اس افتخار کے ساتھ مجھکو یقین ہے کہ میں اُن ذمہ داریوں کا بھی احساس کرتا ہوں جو اس اعزاز بلند کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور یہی خیال اون اختیارات کے لئے جو مجھکو تفویض ہوئے ہیں مناسب طور پر کام میں لانے کے واسطے ایک قوی تحریک ہے

چھ سال سے کچھ زیادہ ہوئے کہ گورنمنٹ پنجاب کی مشفقانہ مشورت پر میں ایچیسن کالج لاہور میں
داخل ہوا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ جو فوائد مجھکو وہاں کی تعلیم سے حاصل ہوئے ہیں وہ مستحکم الاصل اور
کثیر التعداد تھے۔ میں ہمیشہ اپنی طالبعلمانہ زندگی کے زمانہ کو اور نیز جو حسن سلوک اساتذہ کالج
نے میرے ساتھ مرعی رکھا اوسکو سچی شکر گزاری اور مسرت سے یاد رکھوں گا۔

فروری ۱۸۹۹ء میں میری زندگی پر ابر غم چھا گیا کہ والد مرحوم کی وفات نے کمسنی میں
اونکا سایہ سر سے اُٹھا لیا لیکن گورنمنٹ کی مشفقانہ تربیت کا مشکور ہوں کہ ریاست کرنیل
گرے صاحب سپرنٹنڈنٹ کی نگرانی میں دیگئی۔ اور اونکی ہدایت سے ریاست نے ہر پہلو سے
ترقی کی۔ دو سال ہوئے۔ لاہور سے ریاست میں واپس آیا۔ اس وقت سے مجھکو سر ایک
محکمہ کے کام میں تعلیم دیگئی۔ اور تمام ریاست میں دورے کرکے میں نے اپنی رعایا اور اُنکی
ضروریات سے واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ جو نصیحت اور حوصلہ افزائی کے
الفاظ یوئر ایکسیلنسی نے ارشاد فرمائے میرے گوشۂ دل میں ہمیشہ صدر نشین رہیں گے۔
اور فرائض منصبی میں انہماک کی جو مثال یوئر ایکسیلنسی نے تمام ہندوستان کے واسطے
قائم کی ہے وہ میرے واسطے ایک مدامی راہنما اور محرک ہمت رہیگی۔ میرا آج مدعا یہ ہوگا
کہ اس حیثیت کا جیسا کہ یوئر ایکسیلنسی نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا ہندوستان کی
نظام شاہی کا ایک جزو صحیح بنکر مستحق ثابت ہوں۔ میں انکسار نفس کے ساتھ یوئر ایکسیلنسی
کو یقین دلاتا ہوں کہ آٹھ لاکھ بندگان خدا کے (جنکو خداوند عالم نے میرے سپرد کیا ہے)
بہبودی پر میری اوّلین اور بہترین توجہ صرف ہوگی۔ گزشتہ آٹھ ماہ سے میں ریاست کا
انتظام آنریبل سر چارلس ریواز کی مشفقانہ ہدایت اور اپنے دوست میجر جے۔ آر ڈنلپ سمتھ
کے مہربانی آمیز مشورہ سے خود کر رہا ہوں۔ اور میرے دل کی غایت مسرت اسی میں ہوگی
کہ اون امور میں جہاں تجربہ کی نصیحت اور مودت کے مشورہ کی ضرورت ہو اونکی امداد
لوں۔ آج میں زندگی کے ایک نئے زمانہ میں داخل ہوتا ہوں۔ اس ساعت کا واقعہ اتنا
عظیم الشان ہے کہ اسکے لئے ایک یادگار مناسب ہونی چاہئے۔ اسلئے میں نہایت انبساط سے
اعلان کرتا ہوں کہ اس موقعہ کی یادگار میں میں نے قطعی ارادہ کرلیا ہے کہ شہر بہاولپور میں

واٹرورکس قائم کروں۔ جسکا نام باجازت یور ایکسیلنسی کرزن واٹرورکس ہوگا
مجھے امید ہے کہ ہز آنر لفٹننٹ گورنر بہادر اجازت دینگے کہ ایک تمغہ طلائی موسوم بہ
ریواز گولڈ میڈل تجویز کروں جو ایچیسن چیفس کالج لاہور کے اول پاس شدہ طالب علم
کو دیا جائیگا۔

آخر میں اس ذاتی اعزاز بخشی پر یور ایکسیلنسی کا شکریہ دوبارہ ادا کرتا ہوں۔
اور درگاہِ خداوندی میں نہایت عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ جلشانہ مجھکو قوت اور
لیاقت دے کہ جو مواقع مجھکو عطا ہوں۔ وہ اسکی اعلیٰ عظمت اور اپنی نیک نامی اور اپنی
رعایا کی دائمی خوشحالی میں کام میں لاؤں۔"

اسی رات کو یورپین کیمپ میں شاہی ضیافت تھی۔ اس موقعہ پر بھی بہت ہی قیمتی خیالات کا
سپیچوں میں اظہار کیا گیا۔ نواب صاحب بہادر نے اختیارات کا اعلان ہونے کے بعد پہلے
سے بھی زیادہ مصروفیت ملکی کاروبار میں شروع کردی اور ریاست کے ایک سرے سے دوسرے
سرے تک متواتر دورے فرمائے۔ دوروں کے اثنا میں ہر ایک طبقہ رعایا کے حالات نہایت
دلچسپی سے سنتے رہے۔

۲۹ ستمبر ۱۹۰۴ء شب جمعہ کو نواب صاحب بہادر کے مشکوئے معلّٰی میں ایک فرزند ارجمند
تولد ہوا۔ جسکا نام نامی نواب صاحب بہادر نے اپنے خاندانی دستور کے مطابق صادق محمد خان
تجویز فرمایا۔ اور رعایائے منچن آباد کی استدعا کے مطابق منگلوڈ گنج روڈ کے قریب اس صاحبزادہ
کی تولید کی یادگار میں ایک شہر آباد کیا گیا۔ جسکا نام صادق گنج رکھا گیا۔

سنہ ۱۹۰۵ء میں نواب صاحب نے تمام انتظام ریاست پر نہایت ہی مدبرانہ ریویو لکھکر امتحاناً
ایک نئی انتظامی سکیم کو جاری فرمایا۔ نواب صاحب بہادر کا یہ ارادہ تھا کہ وہ اس جدید سکیم کے
مطابق ریاست کے انتظام کو چلا کر ایک سال کے تجربہ کے بعد اگر مفید پائیں گے تو اس سکیم کو مستقل
کرینگے۔ مگر حیات مستعار نے نواب صاحب بہادر کو اس جدید سکیم کے نتائج پر غور کرنے کا موقعہ
نہ دیا اور قبل از وقت پیغام اجل آپہونچا۔

سنہ ۱۹۰۶ء کے اخیر میں نواب صاحب بہادر حج بیت اللہ شریف کا فرض ادا کرنیکے لئے عازم

حجاز ہوئے۔ مناسک حج اور زیارتِ روضۂ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہونے کے بعد واپسی کے وقت ۱۵ فروری ۱۹۰۷ء کو عدن پہونچکر اس ہر دلعزیز نیک طینت۔ حاجی اور رعایا پرور۔ روشن دماغ۔ عالی ہمت رئیس نے عین عالمِ شباب میں انتقال فرمایا۔

نواب صاحب کی لاش اسی جہاز پر کراچی لائی گئی اور پھر ڈیرہ مبارک کے راستہ سے ڈیراور میں جہاں سابق فرمانروایان کے مزارات ہیں سپردِ خاک کی گئی۔ یہ نظارہ جگر پاش اور سینہ سوز تھا۔ محرّم کے دن تھے جبکہ ویسے بھی مسلمانوں میں ایک عام ماتم کا جوش ہوتا ہے نواب صاحب کی نعش نے اس شعلۂ غم پر تیل چھڑک دیا۔ اور ریاست بھاولپور میں اس قدر جگر خراش نظارۂ ماتم اور دلگداز مرقع غم دیکھا گیا کہ کچھ بیان نہیں کیا جاسکتا۔

افسوس ہے کہ اس نواب صاحب کا مختصر عہدِ سلطنت نہایت ہی جلدی خواب کی طرح گذر گیا۔ نواب صاحب کے خیالات اپنی رعایا اور ملک کی بہتری کے متعلق ایسے وسیع تھے کہ وہ ریاست بہاولپور کو ایک بہت بڑی شائستہ اور ترقی یافتہ مملکت بنانے کی کامیاب منازل طے کر رہے تھے۔ اس نواب صاحب کے عہد میں جدید بڑی بڑی نہریں تیار ہوئیں۔ نظام ریاست میں عملی تجربہ شروع ہوا۔ حکام کے تبادلۂ خیالات اور اظہارِ محبت کے لئے کلب قائم ہوا۔ ریاست کے یتیم بچوں کی تعلیم اور پرورش کے لئے یتیم خانہ تیار ہوا۔ کالج اور شفاخانہ کی بہت بڑی عمارتیں تجویز ہوئیں۔ درباروں۔ دَوروں اور خاص خاص تقریبوں کے لئے باضابطہ دستور العمل مرتب ہوئے۔ شرفا اور رئیس زادگانِ ریاست کی تعلیم کے لئے خاص خاص وظائف کا اہتمام ہوا ہندوستان اور پنجاب کی علمی جماعتوں کو نہایت ہی فیاضی کے ساتھ امدادیں دی گئیں۔ محلات شاہی کے لئے گلزار محل۔ فرخ محل۔ مبارک محل۔ نشاط محل تجویز ہوئے۔ ملازمانِ ریاست اور افواج کے جدید انتظام ہوئے۔

ذاتی طور پر یہ نواب صاحب نہایت قابل عالم اور فرض شناس تھا۔ اپنا تمام وقت ریاست کی بہبودی ملک کی خدمت اور قوم کی فلاح میں صرف کرتا تھا۔ صاحب تصنیف بھی تھے۔ چنانچہ کئی ایک اخلاقی مذہبی قصے لکھکر شائع بھی فرمائے تھے۔ غرضیکہ اس نواب صاحب کا زمانہ ترقی اور چہل پہل کے مناظر کا ایک فلم تھا۔ جو سینما کے نظارہ کی طرح بہت جلدی آنکھوں کے سامنے سے گذر گیا۔

باب سویم

تاریخ حال

حاجی نواب سر صادق محمد خانصاحب بہادر

تاریخ پیدائش	تاریخ تخت نشینی
۱۸ رجب ۱۳۲۲ھ - ۲۹ ستمبر ۱۹۰۴ء	۸ مارچ ۱۹۲۴ء - یکم شعبان المعظم ۱۳۴۲ھ

نواب محمد بہاول خان عباسی خامس کی اس حسرت انگیز مسافرانہ وفات کے وقت موجودہ فرمانروائے ریاست صاحبزادہ اقبال مند حاجی صادق محمد خانصاحب بہادر اطال اللہ عمرہٗ کی عمر صرف دو سال چند ماہ کی تھی اور یہ بھی سفرِ حج سے اپنے والد ماجد کے ساتھ جہاز میں واپس آرہے تھے۔

اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس نونہال کے لئے اپنے بچپن میں کسقدر مصیبت اور مشکل کا سامنا ہوا۔ اور کسطرح ایک نازک اور معصوم دل پر بے وقت مصائب کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ مگر اس باہمت نونہال اور مجسم استقلال نے اس وقت بھی اپنے صبر اور ہمت سے کام لیا اور استقلال کے ساتھ طوفانِ مصائب کا مقابلہ کیا۔

۱۵- مئی ۱۹۰۷ء کو بمقام ڈیرہ مبارک دستار بندی کی رسم ادا ہوئی۔ اور سرکاری افسران و حکام کے ایک عالیشان دربار میں نواب صاحب بہادر کو اپنے والد کا جانشین اور دستار بند کیا گیا۔

اس موقعہ پر صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ ریاست نے ایک مناسب موقعہ سپیچ کی جسکا جواب مولوی حاجی سر رحیم بخش صاحب بہادر فارن منسٹر ریاست بھاولپور نے نہایت ہی موزوں اور مؤثر الفاظ میں دیا جو گورنمنٹ برطانیہ کے الطاف کی شکریت اور آئندہ کی عنایات کی توقع ملازمان ریاست کی وفاداری اور جان نثاری کا اعتماد دلاتا تھا۔ اس تقریب میں خلعتیں بھی تقسیم ہوئیں۔

اگست ۱۹۰۷ء میں ریاست کے نظام حکومت قائم رکھنے اور کمسن فرمانروا کی تعلیم و تربیت کے باقاعدہ انتظام کے لیئے گورنمنٹ عالیہ نے ایک کونسل آف ریجنسی مقرر فرمادی۔ اس کونسل میں ریاست کے پرانے نمکخوار اور جان نثار عہدہ داروں کو منتخب کیا گیا۔ ریونیو اور نہار کے انتظام کے لیئے پنجاب گورنمنٹ سے ایک نہایت ہی لائق اور فاضل قابل اعتماد عہدہ دار کی خدمات کو مستعار لیا گیا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل ممبران کونسل آف ریجنسی مقرر ہوئے۔

۱۔ جناب مولوی حاجی سر رحیم بخش صاحب بہادر پریزیڈنٹ۔

۲۔ سردار محمد محمود خانصاحب بہادر جوڈیشل ممبر۔

۳۔ دیوان آسانند صاحب بہادر فنانشل ممبر۔

۴۔ سردار محمد عبدالرحمٰن خانصاحب بہادر ملٹری ممبر۔

۵۔ نواب راجہ ملک طالب مہدی خانصاحب بہادر ریونیو ممبر۔

کونسل آف ریجنسی نے ہز ہائینس کی صحت اور تربیت کا بہترین انتظام کیا اور سر آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب بھی نہایت ہی دلی محبت کے ساتھ اکثر اوقات ہز ہائینس کی صحت و عافیت دیکھنے کے لیئے تشریف لاتے رہتے تھے۔ عام طور پر ہز ہائینس کی صحت اچھی رہی اگرچہ موسمی عوارض بعض اوقات رونما ہوتے رہے مگر اللہ کے فضل سے طبیعت اچھی رہی۔

۱۲۔ دسمبر ۱۹۱۰ء کو نواب صاحب کے لیئے تعلیم کا انتظام بھی شروع کر دیا گیا۔ چنانچہ پہلے پہل بسم اللہ خوانی کا بہت بڑا بارونق جلسہ کیا گیا۔ اور نواب صاحب بہادر نہایت شوق سے تعلیم میں مصروف ہو گئے۔

دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء کو نو عمر نواب صاحب اپنی ہفت سالہ عمر میں دھلی کے مشہور عالم دربار کارونیشن میں شریک ہوئے۔ اور اپنی پیاری صورت اور دلاویز وضع اور بانکی وردی کے ساتھ پروسیشن میں اور ریویو میں شامل ہو کر ہز امپیریل مجیسٹی شہنشاہ معظم کی دلی خوشنودی کا باعث ہوئے۔ یہ ایک ایسا شاندار نظارہ تھا کہ تمام دُنیا کے چیدہ چیدہ اصحاب اولوالعزم کے سامنے ایک چھوٹے سے اقبالمند اور شجاع عباسی نوخیز نواب نے اپنی سارے فوج کی کمان اس صولت اور شوکت کے ساتھ کی کہ دنیا دیکھتی اور آفرین کے نعرے بلند کرتی رہی۔ اس موقعہ پر ہز امپیریل مجیسٹی نے اپنے مبارک ہاتھوں سے نواب صاحب بہادر کو ایک طلائی تمغہ مرحمت فرمایا۔ اور ریاست کے دوسرے افسران کے لئے بھی پندرہ نقرئی تمغے مرحمت فرمائے۔

سنہ ۱۹۱۳ء میں جناب نواب صاحب بہادر نے اپنے شفیق رفیق مسٹر ایٹکنسن کے ساتھ انگلستان کا سفر فرمایا۔ اور وہاں کی آب و ہوا اور دلچسپ مناظر کا نواب صاحب بہادر کی صحت اور طبیعت پر نہایت ہی خوشگوار اثر ہوا۔ جہاں دس ماہ تک قیام فرما کر واپس آئے۔ نواب صاحب کی عملی تعلیم کا یہ ایک ابتدائی مرحلہ تھا۔ نواب صاحب نے اپنے ملک سے باہر جاکر ممالک متمدنہ کے انتظام کو دیکھا۔ وہاں کے آب و ہوا سے دل و دماغ تازہ کرکے انتظامی اسباق کی ابجد پڑھی۔

واپسی یورپ پر تعلیم کا سلسلہ وسیع کر دیا گیا۔ مسٹر اے۔ ایم۔ ایٹکنسن صاحب بہادر ٹیوٹر اور مولوی غلام حسین صاحب اسسٹنٹ ٹیوٹر مقرر ہوئے۔ جو اپنے فرائض کو عمدگی اور پابندی اوقات کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ نواب صاحب لاہور کے ایچیسن چیفس کالج میں داخل ہو کر تعلیم پاتے رہے۔ جہاں سنہ ۱۹۲۱ء کے وسط تک نہایت ممتاز اور جفاکش طالبعلمانہ زندگی بسر فرمائی اور ہر دلعزیزی کے ساتھ جون سنہ ۱۹۲۱ء میں کالج کی تعلیم ختم کرکے نواب صاحب بہادر نے اپنی ریاست کا نظام سنبھالنے اور باقاعدہ تجربہ حاصل کرنے کے لئے دورہ شروع کیا۔

جولائی سنہ ۱۹۲۱ء میں نواب صاحب بہادر کے صاحبزادہ فیض محمد خانصاحب بہادر عباسی کی دختر نیک اختر کے ساتھ شادی ہوئی۔

نواب صاحب بہادر نے جسطرح دیگر صیغوں میں دلچسپی سے کام کیا تھا اوسی طرح بلکہ زیادہ

دلچسپی کے ساتھ فوجی کام دیکھتے اور خود بھی مشق کرتے رہے۔ اس خاص دلچسپی اور شغف کو دیکھکر اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء میں نواب صاحب بہادر کو گورنمنٹ برطانیہ نے آنریری لفٹنٹ کا عہدہ عطا کیا۔ اگلے مہینے وسط نومبر سنہ ۱۹۲۱ء میں نواب صاحب بہادر ہِز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کے ایڈیکانگ بنائے گئے۔ اور اس عہدہ کی تمام ذمہ داریوں کو نہایت قابلیت اور کامیابی کے ساتھ انجام دے کر خطاب کے۔ سی۔ وی۔ او۔ حاصل فرمایا۔ یہ ایک اعلیٰ خطاب تھا جو اس موقعہ پر ایک دیسی فرمانروا کو عطا ہوا۔

اس اہم خدمت سے فارغ ہوکر نواب صاحب بہادر لگاتار اپنی ریاست کے تمام علاقوں کا دورہ کرتے رہے اور اپنے ملک کی بہبودی کی تجاویز پر غور فرماتے رہے اور تمام ملازمان اور رعایا کے حالات معلوم کرکے اپنے آئندہ با اختیار حکومت کے فرائض ادا کرنیکے لیے معلومات اور تجربوں کا ذخیرہ بہم پہونچاتے رہے۔

ستمبر سنہ ۱۹۲۲ء میں گورنمنٹ عالیہ نے نواب صاحب بہادر کی انتظامی دلچسپی کو قابل اطمینان دیکھکر نظام ریاست میں عملی طور پر حصہ لینے کے لئے بعض صیغوں کے اختیارات تفویض فرمائے۔ چنانچہ ۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۲۲ء کے ایک بڑے دربار میں کرنل اے۔ بی منچن صاحب بہادر ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل ریاست ہائے پنجاب نے ایک بہت بڑی فصیح بلیغ تقریر میں نواب صاحب بہادر کو اپنی عمر مبارک کی اٹھارویں سالگرہ کی مبارکباد دیتے ہوئے انتظام ملکی کے شمول کا مژدہ سنایا۔ اور صیغہ ہائے فوج۔ تعلیم۔ جیل اور انتظامی حصہ صیغہ جوڈیشل کے اختیارات نواب صاحب کو عطا کرنے کا اعلان فرمایا۔

علاوہ اسکے اس دربار میں ہِز امپیریل میجسٹی شہنشاہ معظم کے عطا فرمودہ خطاب کا بھی اعلان کیا۔ اب خدا کے فضل سے نواب صاحب بہادر اپنی قابلیت اور گورنمنٹ برطانیہ کے الطاف سے "رائل وکٹورین آرڈر کے نائٹ کمانڈر" اور برٹش آرمی کے آنریری لفٹنٹ ہوگئے۔

اس تقریر کا اور اسکے جواب میں جو فاضلانہ زبردست جوابی تقریر نواب صاحب بہادر نے فرمائی تھی بہت ہی تعریف کے ساتھ عرصہ تک اخبارات میں ذکر ہوتا رہا۔

ہم ان تقریروں کے ترجمے ذیل میں درج کرتے ہیں ۔

ترجمہ سپیچ جناب کرنل اے ۔ بی مِنچن صاحب بہادر

ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل ریاستہائے پنجاب

"یور ہائینس ۔ پریزیڈنٹ صاحب ۔ عہدہ داران و معززین !

ہم آج اس دربار میں یور ہائینس کو اٹھارویں یوم مولود مسعود کی مبارک باد دینے کیلئے جمع ہوئے ہیں ۔ اور اسلئے کہ ان جدید انتظامات کا اعلان کیا جائے جنکی رو سے آپ اپنی ریاست کے انتظام ملکی میں شرکت فرمائینگے ۔ یور ہائینس اسوقت محکمہ جات جیل ۔ فوج ۔ تعلیم ۔ اور انتظامی حصہ جوڈیشل کا چارج لیں گے ۔ جو ممبران ان صیغہ جات کے انچارج ہیں وہ ہفتہ کے مقررہ دنوں میں امسلہ یور ہائینس کے احکام کے لئے پیش کرینگے ۔ اور ایسا کرنے کی صورت میں انکی حیثیت ان محکمہ جات کے وزرا کی ہوگی ۔ اور جب یور ہائینس کو اختیارات حکومت حاصل ہوں گے تو یہ عہدہ داران منسٹر کہلائینگے ۔ ممبران انچارج صیغہ مال و تعمیرات و انہار اور مسٹر گیل صاحب مہتمم بالشان امسلہ آپ کے پیش کیا کرینگے ۔ تاکہ آپ کو ریونیو سسٹم اور ستلج ویلی پراجکٹ کے متعلق واقفیت حاصل ہو ۔ یہ افسران یور ہائینس کو اس بڑی سکیم کی ترقی کی وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہیں گے اور مختصر دوروں میں یور ہائینس کو موقعہ پر ملاحظہ کرایا کرینگے ۔ کہ اسکے متعلق کیا انتظامات کئے گئے ہیں یا کئے جا رہے ہیں میری خواہش ہے کہ جناب والا کونسل کے ان جلسوں میں شرکت فرمایا کرینگے جن میں ضروری اپیل زیر سماعت ہوں ۔ اور وقتاً فوقتاً جبکہ کوئی ضروری سشن کے مقدمات زیر تحقیقات ہوں تو عدالت سشن کورٹ میں بھی تشریف لیجائینگے ۔

آخر میں میری یہ بھی خواہش ہے ۔ کہ یور ہائینس فارن ڈیپارٹمنٹ کے معاملات سے واقفیت حاصل فرماویں ۔ اور اسکے متعلق پریزیڈنٹ صاحب آپ کو تمام ضروری کاغذات ملاحظہ کرایا کرینگے ۔ اس سے یور ہائینس کو گورنمنٹ کے منشار سے واقفیت ہوگی جو سرکاری خط و کتابت

کا طریق سمجھ میں آجائیگا۔ مجھکو یقین ہے کہ یور ہائینس ان اختیارات کو جو اسوقت دیئے گئے ہیں دانائی اور خوش اسلوبی سے استعمال فرمائینگے۔ تاکہ جلدی گورنمنٹ میں مزید اختیارات کے حصول کی سفارش کرسکوں۔

میں یور ہائینس کو مبارک باد دیتا ہوں کہ وہ موقعہ آگیا ہے کہ آپ اپنی رعایا کی بہبودی اور مختلف تجاویز کی کامیابی میں جو آپ کی ریاست کی بہتری کے لئے درپیش ہیں پوری عملی دلچسپی لیں گے۔ ستلج ویلی پراجکٹ جو زیر عمل ہے۔ وہ ایسی سکیم ہے کہ حسن انتظام سے آپ کی ریاست اور رعایا کے لئے بے نظیر اقبالمندی حاصل ہوگی۔ ایسی بڑی سکیم کے لئے روپیہ بہم پہونچانا آسان کام نہیں ہے۔ اسلئے ایک وقت تک بہت زیادہ کفایت شعاری کرنی درکار ہوگی۔ اور اس کفایت شعاری کی کوشش کو اسلئے مستحسن سمجھا جائیگا کہ اسکی وجہ سے چولستانی غیر آباد رقبے آباد ہوکر صنعت وحرفت اور خوشحالی کے مرکز بن جائیں گے۔ اور ریاست بہاولپور ہندوستان کی سب سے بڑی ریاستوں میں شمار ہوگی۔

میں اس موقعہ پر ہز امپیریل میجسٹی شہنشاہ معظم کا وہ عطیہ سپرد کرنا چاہتا ہوں جس سے آپ کو "رائل وکٹورین آرڈر کا نائٹ کمانڈر" مقرر فرمایا گیا ہے۔ اور وہ کمیشن بھی حوالہ کرتا ہوں جسکی رو سے آپ "برٹش آرمی میں آنریری لفٹننٹ" مقرر ہوئے ہیں۔ اسلئے یور ہائینس کو آپ کے عہدہ داران اور رعایا کو حقیقی خوشی ہوگی۔ کہ آپ کو اس عنفوان شباب میں تاج برطانیہ کے ولیعہد صاحب بہادر کی ذاتی خدمت کا موقعہ حاصل ہوا۔

میں یور ہائینس کو اس شاندار آغاز پر دلی مبارکباد دیتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ آخرکار یہ وہ طویل ممتاز عہد ہوگا کہ جس سے آپ اپنے خاندان کی قدیمی روایات کو قائم رکھکر ان میں اور اضافہ فرمائیں گے۔ اور اپنی رعایا برایا کی بہبودی اور خوشحالی میں ترقی دینگے۔"

ترجمہ تقریر دلپذیر حضور سرکار عالی دام اقبالہٗ و ملکہٗ فرمانروائے ریاست بہاولپور

"کرنل ہنجن صاحب بہادر !

میرا دلی شکریہ قبول کیجئے۔ کہ آپ نے بحیثیت قائم مقام ہز ایکسیلنسی گورنر جنرل ہند کے

بھاولپور تشریف لاکر اس "ان فارمل" دربار میں مجھکو اختیارات حکومت کی پہلی قسط عنایت فرمانے کے لئے توجہ فرمائی۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھکو توفیق دے کہ اپنے قابل وزراء کی مدد سے ان اختیارات کے استعمال سے میں آپ کی اون اُمیدوں کو پورا کروں جنکا آپ نے میری نسبت اظہار فرمایا ہے۔ اور کہ یہ استعمال میری رعایا برایا کے سود و بہبود کا موجب ہو۔ مَیں گورنمنٹ عالیہ اور آپ پر جو اون کے قائم مقام ہیں یہ اعتماد رکھتا ہوں کہ اوس میں میری رہبری فرماتے رہیں گے۔ درحقیقت میں اسکو بنظرِ استحسان دیکھتا ہوں کہ مجھکو ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کے سفر ہندوستان کے زمانہ میں حضور ممدوح کی خدمت میں بحیثیت اے ڈی کانگ شرف حاصل ہوا۔ بلاشبہ میرے بزرگان کے خاندان میں سے کسی کو قبل ازیں ایسے امتیاز کا موقعہ میسّر نہیں آیا تھا۔ اِسلئے مَیں ملتمس ہوں کہ آپ ہز امپیریل میجسٹی شہنشاہ معظم کی خدمت میں اس خاص اعزاز کیلئے جو اپنے فرزند دلبند کی خدمت میں رہنے کا مجھے عطا فرمایا۔ اور جسکی قدردانی میں مجھکو نائٹ کمانڈر آف دی رائل وکٹورین آرڈر کا خاص خطاب عطا ہوا۔ میرا دلی شکریہ پہونچا دیجئے گا۔

اس نوعمری میں جو مجھے برٹش افواج میں آنریری لفٹنٹ کے عہدہ پر ممتاز کیا گیا ہے میں اس میں اپنی ریاست اور اوسکی افواج کی قابل قدر خدمات کا اعتراف پاتا ہوں۔ میری یہ درخواست ہے کہ آپ ہز ایکسیلنسی نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت میں یقین دلائینگے کہ میں اور میرا خاندان اور ہمارے کل ذخائر گورنمنٹ برطانیہ کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ اخیر میں اون صاحبان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھکو ان ذمہ داریوں کی انجام دہی کے لئے تیار کیا ہے۔"

اختیارات کی قسطِ اول سے ممتاز ہوکر نواب صاحب بہادر نے اسقدر دلچسپی اور محنت سے کام کرنا شروع کیا کہ لوگ اونکے مستقل محنت اور مصروفیت کو دیکھکر عش عش کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ فوج کو قواعد اور ترتیب میں ایک سپاہی کیطرح موجود رہتے تھے۔ اور ہر ایک سپاہی کے حالات اور قابلیت کو گہری نگاہ سے دیکھکر اوسکی اصلاح میں منہمک پائے جاتے تھے۔ تعلیم کے کاغذات کو وہ نہایت ہی تجربہ کار عالم افسر کی طرح دلچسپی کے ساتھ سنتے اور

نہایت قابلیت کے ساتھ صحیح صحیح نتائج پر پہونچکر تصفیہ فرماتے تھے۔
جیل کے انتظام میں اونہوں نے پوری دلچسپی سے حصّہ لیا۔ اور جیلخانہ کی صنعتی دستکاریوں
قیدیوں کی صحت کے نظام اور صفائی جیل کے شعبوں میں ممکن سے ممکن اصلاح فرمائی۔
جوڈیشل کے نظام عملی کو بھی نہایت دلچسپی کے ساتھ چلاتے رہے اور وقتاً فوقتاً سشن کے سنگین مقدمات کی سماعت میں شامل ہوتے رہے۔ ایک پُرانے تجربہ کار جج کی رائے ہے کہ نواب صاحب بہادر اِسقدر دلچسپی کے ساتھ مقدمات کی سماعت میں حصہ لیتے تھے۔ کہ انکی خداداد ذہانت اور نکتہ رسی بعض اوقات مشکل اور مبہم واقعہ کے صاف کرنے میں حیرت انگیز کرشمہ معلوم ہوتی تھی۔

اسی طرح دلچسپی کے ساتھ چندماہ تک پورے استقلال اور جفاکشی سے ایک طالب علمانہ محنت اور مصروفیت کو جاری رکھکر آخر گورنمنٹ عالیہ برطانیہ سے اپنی اس محنت کا خراجِ تحسین وصول کیا۔

ایزادی اختیارات چنانچہ مارچ ۱۹۲۳ء میں نواب صاحب بہادر کے اختیارات میں اضافہ ہوگیا۔ جس سے کونسل آف ریجینسی کے زمانہ کا اختتام ہوا۔

۳۱۔ مارچ ۱۹۲۳ء کو ایک بہت بڑے دربار میں صاحب بہادر ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل ریاست ہائے پنجاب نے بہاولپور کے نور محل میں نواب صاحب بہادر کو کونسل بہاولپور کی صدارت یعنی پریزیڈنٹی کے اختیارات کا اعلان فرمایا۔ جناب نواب صاحب بہادر نے بھی اس موقعہ پر ایک فاضلانہ اور قابلانہ تقریر فرمائی۔ جو حسب ذیل ہے۔

ترجمہ تقریر دلپذیر حضور سرکار عالی دام اقبالہٗ و ملکہٗ فرمانروائے ریاست بہاولپور

”کرنل منچن صاحب بہادر!

چند ماہ ہوئے اسی سقف کے نیچے آپ نے ایک ”ان فارمل“ دربار میں بحیثیت نمائندہ ہز ایکسیلنسی صاحب گورنر جنرل بہادر مجھے اختیارات کی پہلی قسط دی تھی۔ اور اب آپنے میرے اون نئے فرائض کی انجام دہی کے متعلق نہایت مشفقانہ الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

میری طرف سے یہ نہایت ناشکرگذاری ہوگی اگر آپ کی مشفقانہ امداد اور دوستانہ مشوروں کا اعتراف نہ کروں۔ جو میری کامیابی کا زیادہ تر موجب ہیں۔ میں آپ کا خاص طور مشکور ہوں کہ آپ اتنا دور دراز سفر طے کر کے میرے نئے نظام کے نفاذ کے لئے تشریف لائے ہیں جس سے مجھے اپنی ریاست کے انتظام میں بہت قریبی تعلق ہو جائے گا۔ میری اپنی کونسل کی پریذیڈنٹی کی حیثیت اعزاز اور ذمہ واریوں سے پُر ہوگی۔ میں امید کرتا ہوں کہ اپنے ان اعلیٰ اہلکاروں کی امداد سے جنکی گذشتہ خدمات کا آپ کی طرف سے اعتراف میں نے نہایت خوشی سے سنا ہے مستفید ہوں گا۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مشورہ اور حوصلہ افزائی کے الفاظ جو آپ نے ابھی فرمائے ہیں۔ مجھے ہمیشہ پیش نظر رہینگے۔ اور میں انہیں اپنے فرائض متعلقہ رعایا (جسکی بہبودی اور ترقی میری زندگی کی منزل مقصود ہوگی) کی سرانجام دہی میں اپنے لئے راہنما ستارے سمجھوں گا۔

میں خیال کرتا ہوں کہ ستلج ویلی کینال پروجکٹ سے آبادی ریاست میں قریبًا ایسے ہی عظیم تغیرات پیدا ہوں گے جیسا کہ صحرائی علاقوں میں نہری آبپاشی کے ساحرانہ مس سے طبعی تغیرات نظر آئینگے۔ ان وسیع رقبہ جات کو جو عنقریب نکلینگے آباد کرنے اور زیر کاشت لانے کے لئے انسانی قوت اور آبی طاقت دونوں کی ضرورت ہے۔ یہ مزید انسانی قوت خود ریاست بھاولپور بتمامہ بہم نہیں پہونچا سکتی۔ خوش قسمتی سے ہمارے سامنے پنجاب کی مثال موجود ہے۔ جہاں کی نوآبادی کی سکیم دنیا کے عجائبات سے ہے۔ اور اوس مثال اور اوس تجربہ سے ہم زیادہ تر رہنمائی لینگے۔ شرائط جن پر اراضیات زیر انہار مستقل آبادکاروں کو دی جائیں گی۔ ابھی تک تفصیل کے ساتھ طے نہیں ہوئیں لیکن میں اس موقعہ پر کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہوگا میں اپنے باپ اور دادا کی فیاضانہ پالیسی سے انحراف نہیں کروں گا۔ جو بیرونی آبادکاروں کو اپنی رعایا کے ساتھ مساوی مراعات و حقوق عطاء کرتے رہے۔ لہٰذا ایسے بیرونی آبادکار اپنے شرائط تقسیم اراضیات کے مطابق توقع رکھیں کہ اونکے ساتھ منصفانہ برتاؤ ہوگا اور اونکی حیثیت بالکل محفوظ رہیگی۔

آخر میں میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ آپ ہز ایکسیلنسی صاحب گورنر جنرل بہادر کو یقین دلائیں کہ اگر ایسی ضرورت واقع ہو تو یہ ریاست اپنی دیرینہ روایات کے مطابق لحاظ موقعہ پیچھے نہ رہیگی اور بوقت ضرورت سلطنت کے لئے کسی قسم کی قربانی یا سعی سے گریز نہیں کرے گی۔"

کونسل آف ریجنسی کا عہد ختم ہوا۔ اور آئندہ نظام ریاست کو صاحب بہادر ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل ریاستہائے پنجاب نے اسطرح ترتیب دیا کہ :-

وائس پریزیڈنٹ	عزت نشان میجر ملک نواب سر خدا بخش خانصاحب ٹوانہ۔ کے۔ سی آئی۔ ای۔ او۔ بی۔ ای۔
ریونیو ممبر	لفٹنٹ کرنل اے۔ جے۔ او۔ برائن صاحب بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ بی۔ ای۔ آئی۔ اے۔
ملٹری ممبر	لفٹنٹ کرنل جی۔ ایم۔ اسکوف صاحب بہادر۔
ہوم ممبر	مولوی غلام حسین صاحب بہادر۔
فنانشل ممبر	(جو بعد میں ماہ مئی آئے) رائے امرناتھ صاحب بہادر۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایم۔ بی۔ ای۔

یہ چاروں ممبران نواب صاحب بہادر کی زیر سرپرستی ریاست بہاولپور کی انتظامی مشین کے ذمہ دار بنائے گئے۔

مولوی حاجی سر رحیم بخش صاحب بہادر پریزیڈنٹ کونسل آف ریجنسی اور خانصاحب حاجی مولوی محمد دین صاحب بہادر بی۔ اے۔ فنانشل ممبر ریاست بہاولپور نہایت عزت اور احترام کے ساتھ بیش قدر انعام و پنشن کے ساتھ رخصت کئے گئے۔

نظام ریاست کے انقلاب کیوجہ سے بعض دفاتر کے اہلکاران کو تخفیف کر دیا گیا۔ مگر یہ تخفیف اس قابلیت کے ساتھ عمل میں لائی گئی کہ تخفیف شدہ اہلکاران میں جسقدر لوگ کام کے قابل اور لائق آ گئے تھے۔ اون سب کو فوراً دوسری آسامیوں پر مقرر کر کے بدستور برسر روزگار رکھا گیا۔

اس خوش تدبیری اور قابل ستائیش عمل سے تخفیف کا ناگوار اثر کسی طرح بھی محسوس نہ ہوا
تعلیم کی توسیع اور سرپرستی ہمیشہ خاندان عباسیہ کا شعار رہا ہے۔ مگر جناب نواب صاحب
بہادر کو اپنی رعایا کی تعلیم کے ساتھ نہایت ہی دلچسپی ہے۔ ذیل کا ایک بیان واقعہ ۳۱۔ مئی سنہ ۱۹۲۴ء کے اخبار سے اوسی کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔

”حضور سرکار عالی دام اقبالہ وملکہ فرمانروائے بھاولپور کو اپنی مملکت کی ترقی کا اسقدر خیال ہے کہ شاید ہی کسی دوسرے والی سلطنت کو ہوگا۔ حضرت معلے جلد سے جلد بھاولپور کو بام ترقی پر دیکھنے کے خواہشمند ہیں۔ چنانچہ جو شخص جس کام کا اہل ہو اوسکی دستگیری فرمانے میں ذرا تامل نہیں کیا جاتا۔ ہر حاجتمند کی حاجت روائی اور ہر دردمند کی امداد کو فرض اولین خیال کیا جاتا ہے۔ حال ہی میں ایک یتیم لڑکے کی ازراہ تلطف شاہانہ معقول وظیفہ سے دستگیری فرمائی جاکر اوسکو لاہور کے ایف۔ ایس سی۔ کالج میں داخل کرایا گیا۔ جس ملک کے ملک بان اسقدر فیاض خیالات کے ہوں تو کیوں نہ خوشحالی اور کامرانی اوس ملک کا استقبال کرے۔ ہمکو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ جس نے ہمکو ایسا رحمدل اور فیاض آقا عطا فرمایا ہے۔

اہل بھاولپور اس پر جسقدر ناز کریں بجا ہے ؎

بہ قومیکہ نیکی پسند د خدا
دہد خسرو عادل و نیک رائے

دربار تفویض اختیارات کامل

اس توسیع اختیارات کا تجربہ بھی نہایت ہی خوشگوار رہا۔ ایک طرف گورنمنٹ عالیہ برطانیہ کو اور دوسری طرف رعایائے بھاولپور کو نواب صاحب بہادر کے اختیارات پریسیڈنٹی کے عملی نتائج پر پورا بھروسہ اور اطمینان رہا۔ آخرکار رعایا کی دعائیں قبول ہوئیں اور بکخواہان دولت عباسیہ کی تمنائیں پوری ہونے کا وقت قریب آگیا۔ گورنمنٹ عالیہ برطانیہ نے نواب صاحب بہادر کو

ریاست کے کامل اختیارات کی تفویض کا ارادہ ظاہر فرمادیا۔

اخیر جنوری ۱۹۲۴ء میں تاریخ مسند نشینی مبارک کے تعین کی خوشگوار خبریں اور زندگی بخش اطلاعیں موصول ہوئیں۔ تمام ریاست میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک خوشیاں منائی گئیں۔ مبارک باد اور خوشی کے جلسے ہوئے۔ بے شمار نظمیں اور مبارکبادیں اخبارات نے شائع کیں۔ نہایت ہی خلوص اور عقیدتمندی کے رزولیوشن ہر ایک مقام پر پاس کئے گئے۔

۸۔ مارچ ۱۹۲۴ء کی تاریخ مسند نشینی کی قرارداد کی اطلاع نے تمام ریاست کے باشندوں اور نمکخواروں میں خوشی اور شادمانی کی روح پھونکدی۔ ہر طرف اس دربار کے شامل ہونے کی تیاریاں ہونے لگ گئیں۔ اگرچہ وقت بہت تھوڑا تھا اور دربار مسند نشینی کا انتظام بہت وسیع پیمانے پر کرنا مقصود تھا۔ مگر افسران متعلقہ نے نہایت ہی سرگرمی اور شبانہ روز محنت و مصروفیت سے تمام انتظام کو اسطرح کامیابی کے ساتھ مرتب کرلیا کہ دیکھنے والے لوگ حیرت زدہ ہوجاتے تھے۔ کہ اسقدر تنگ وقت میں اتنا بڑا وسیع اہتمام کیونکر کیا گیا ہوگا۔

یکم مارچ ۱۹۲۴ء کو بھاولپور دلھن کی طرح آراستہ ہوگیا۔ تمام عمارات کی درستی صفائی اور سفیدی۔ محلوں کی آراستگی۔ کیمپوں کی تکمیل۔ مہمانخانوں کی سجاوٹ نے ایک عجیب نظارہ پیدا کردیا۔

۴۔ ۵۔ مارچ کو مہمانوں کی تشریف آوری کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ مہمانوں کی مدارات کا ایک بہت وسیع انتظام تھا۔ بھاولپور کے دونوں سٹیشنوں پر ہر ایک مہمان کے استقبال کا پورا انتظام کیا گیا تھا۔ ہر مہمان کے لئے اوسکی حیثیت اور قدر و منزلت کے مطابق سواری۔ مکان اور آسائش کا سامان اور مدارات کا اہتمام پہلے سے کردیا گیا تھا۔

یہ تمام اہتمام جناب مولوی غلام حسین صاحب بہادر ہوم ممبر (پریزیڈنٹ جنرل کمیٹی دربار مسند نشینی مبارک) کا تھا۔ اونکے ساتھ جنرل کمیٹی کے ممبر صاحبان جناب مہتہ اودہو داس صاحب بہادر۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ جج چیفکورٹ۔ اور سردار حافظ غلام قادر خانصاحب ایڈیشنل منشیر مال اور سردار حاجی غلام حسن خانصاحب ناظم بھاولپور شامل تھے۔ یورپین کیمپ

نہایت عمدگی کے ساتھ ایک بہت بڑے حلقہ کی صورت میں مرتب کیا گیا تھا جسمیں فلک نما لفری چولوں کے بہت بڑے بڑے قلندریوں خیموں اور شامیانوں کے قطاروں نے عجب بہار بنائی ہوئی تھی۔ اسی کیمپ میں ریاست بہاولپور کی صنائع اور دستکاریوں کی نمائش کے لیئے ایک ایگزیبیشن کھولی گئی تھی۔ اس ایگزیبیشن (نمائشگاہ) کا اہتمام راقم کے والد ماجد جناب مولوی حاجی محمد عزیز الرحمٰن صاحب عزیز بہاولپوری کے سپرد تھا جنہوں نے نہایت قابلیت اور شائستگی کے ساتھ ریاست بہاولپور کی صنعتوں کو ترتیب دیا تھا۔ اور ریاست کے ہر ایک مقام سے مشہور صنعتی اشیاء کو محنت کے ساتھ جمع کر کے سجایا تھا۔ اس نمائشگاہ کو تمام مہمانان نے نہایت دلچسپی اور مسرت کے ساتھ دیکھا اور ریاست کی عجیب عجیب صنعتوں کی نمائش پر اظہار مسرت کیا۔

عالیجناب وائسرائے صاحب بہادر کی تشریف آوری

شب درمیانی ۲ ہ مارچ ۱۹۲۴ء کو عالیجناب ہز ایکسیلنسی رائٹ آنریبل ارل آف ریڈنگ وائسرائے و گورنر جنرل ہند کی سپیشل ٹرین بہاولپور شرقی کے پلیٹ فارم پر پہونچی۔

اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر جناب نواب صاحب بہادر بمعہ اعلیٰ افسران ریاست وصاحبزادگان عباسی اور صاحب بہادر ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل ریاست ہائے پنجاب معہ اپنے سٹاف کے موجود تھے۔ متعدد یورپین لیڈیز و جنٹلمین اور معزز اصحاب و عمائد کے علاوہ افواج ریاست کا گارڈ آف آنر بھی صف آراستہ تھا۔

عالیجناب نواب صاحب بہادر نے بمعیت صاحب والاشان ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل بہادر ریاست ہائے پنجاب۔ عالیجناب ہز ایکسیلنسی وائسرائے صاحب بہادر کا سیلون کے دروازہ پر استقبال فرمایا۔

بہاولپور مشرقی کے اسٹیشن سے لیکر نور محل تک برابر تمام راستہ ایک باغ کا خوبصورت چمن بنا ہوا تھا۔ پلیٹ فارم کی خوبصورتی اور سجاوٹ بیان نہیں کی جاسکتی۔ سڑک پر جابجا جھنڈیاں اور آراستہ پھاٹک اپنا خوشنما منظر پیش کر رہے تھے۔ پلیٹ فارم پر

سُرخ بانات کا فرش کیا گیا تھا۔

عالیجناب ہز ایکسیلنسی وائسرائے صاحب بہادر حضور نواب صاحب بہادر کے ہمراہ یہ تمام دلکش نظارہ دیکھتے ہوئے اور گارڈ آف آنر کا سلام قبول کرتے ہوئے شاہی جھولے میں سوار ہوئے۔

شاہی سواری ایک باقاعدہ پروسیشن کے ساتھ اسٹیشن سے روانہ ہوئی۔ عالیجناب ہز ایکسیلنسی وائسرائے صاحب بہادر کی گاڑی میں حضور نواب صاحب بہادر کے علاوہ ملٹری سکرٹری صاحب بہادر وائسرائے ہند اور سکرٹری صاحب بہادر ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل سوار ہوئے۔

نور محل پر گارڈ آف آنر نے سلامی اُتاری۔ اور توپ خانہ نے سلامی کی توپیں سر کیں۔ حضور نواب صاحب بہادر اپنے محترم اور معزز مہمان کو نور محل پر پہنچا کر دولت خانہ عالیہ کی طرف تشریف لے گئے۔

دربار اسی تاریخ کو ۱۲ بجے ۱۵ منٹ پر دربار مسند نشینی منعقد ہوا۔ اور دربار سے پہلے رسم ملاقات بازدید بجا لائی گئی۔ نور محل کے بڑے دربار کے کمرے میں تمام درباریان اپنے پورے درباری لباس میں نہایت ہی شان و شوکت سے اپنے اپنے مقررہ سیٹوں (نشستوں) پر بیٹھ گئے۔ علاوہ سٹاف عالیجناب ہز ایکسیلنسی وائسرائے صاحب بہادر و اسٹاف صاحب بہادر ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل ریاست ہائے پنجاب و اسٹاف ریاست بہاولپور کے معزز مہمانان مدعو شدہ یورپین لیڈیز و جنٹلمین کے کنور صاحب بہادر ریاست کپورتھلہ۔ نواب صاحب بہادر ریاست ممدوٹ وغیرہ اصحاب بھی تھے۔ صاحبزادہ صاحبان عباسی اور اعلیٰ عہدہ داران ریاست اور رئیس و معززین بھی موجود تھے۔

۱۲ بجکر ۱۳ منٹ پر ہز ایکسیلنسی وائسرائے صاحب بہادر عالیشان پروسیشن کے ساتھ دربار ہال میں تشریف لائے۔ سٹیٹ بینڈ نے نیشنل انتھم بجایا۔ فوج نے سلامی اُتاری۔ توپ خانہ نے سلامی کی توپیں سر کیں۔ طلائی تخت کے سامنے زرین قالینو پر دو سنہری کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ دائیں کرسی پر جناب ہز ایکسیلنسی وائسرائے

صاحب بہادر اور بائیں پر نواب صاحب بہادر رونق افروز ہوئے۔

جناب نواب صاحب بہادر کے فرق مبارک پر زرین اور جواہر سے مرصع شاہی تاج عجیب نظارہ پیش کرتا تھا جسکے جواہرات کی شعاعیں آفتاب کو مات کرتی تھیں۔ جب اون جواہرات پر سینیما کمپنی کے فلم بنانے والی مشین کے برقی عکس سے روشنی کی شعاعیں پڑتی تھیں تو اوسوقت نگاہیں خیرہ ہوجاتی تھیں اور نظارہ کرنے والوں کی زبان سے بے ساختہ سُبحانَ اللہ کا کلمہ نکلتا تھا۔ ہز ایکسیلنسی والسرائے صاحب بہادر نے مختصر مکالمہ کے بعد ایستادہ ہوکر نہایت فصاحت اور بلاغت کے ساتھ مدبرانہ سپیچ کی۔

جسکا اردو میں ترجمہ رائے صاحب دیوان گیان ناتھ صاحب انڈر سکرٹری ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل نے باآواز بلند پڑھکر سُنایا۔ اس تقریر کے وقت تمام حاضرین دربار اوٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن ہز ایکسیلنسی والسرائے بہادر نے تمام صاحبان کو بیٹھ جانے کا ایما فرما دیا۔

اس لاثانی اور مدبرانہ تقریر میں ہز ایکسیلنسی والسرائے صاحب بہادر نے ریاست بھاولپور کے اوس انتظام کی بابت اطمینان ظاہر فرمایا جو جناب نواب صاحب بہادر کے ایام نابالغی میں کونسل نے کیا تھا۔ اور ریاست بھاولپور کی اقتصادی ترقی کا ذکر فرماتے ہوئے ستلج ویلی پراجکٹ کی شاندار سکیم کا ذکر فرمایا جو ریاست بھاولپور میں آبپاشی کے بڑے پیمانہ پر انتظام کے سلسلہ میں کام کر رہی ہے۔ اور نہایت خوشگوار توقعات اور شاندار مستقبل کی مبارکباد دی۔

نواب صاحب بہادر کو اختیارات کی مبارکباد کے ساتھ اون فرائض کے لئے نصیحت آمیز مشورہ دیتے ہوئے ریاست بھاولپور کی پولٹیکل امداد کا شکریت کے ساتھ ذکر فرمایا۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کا اعتماد جتلاتے ہوئے ہز میجسٹی شہنشاہ معظم کی طرف سے افواج برطانیہ کے آنریری کیپٹن ہونے کا اعلان فرمایا۔

اس تقریر کے ختم ہونے پر ہز ایکسیلنسی والسرائے بہادر ہند نے ہز ہائینس نواب صاحب بہادر کو تخت ریاست پر لیجا کر دائیں طرف کی زرین کرسی پر جسکو مسند شاہی بنایا گیا تھا اپنے ہاتھ سے متمکن فرمایا۔ اور شمشیر حکومت اپنے ہاتھ سے جناب نواب صاحب بہادر کے

زیب کمر فرمائی۔ اس رسم کے ادا ہو جانے کے بعد پولیٹیکل سکرٹری وائسرائے بہادر نے
نواب صاحب بہادر کا پورا خطاب اس طرح پڑھ کر اعلان کیا :-

کیپٹن ہز ہائینس۔ رکن الدولہ۔ نصرت جنگ۔ مخلص الدولہ۔ حافظ الملک۔ نواب سر صادق محمد خان عباسی بہادر پنجم۔ کے سی وی او

توپ خانہ نے اس رسم کی ادائیگی پر ۱۷ توپیں فوراً سلامی کی سر کیں۔ بینڈ نے سٹیٹ انتھم بجایا۔ گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے خلعت لائی گئی۔ اور جناب نواب صاحب بہادر کی خدمت میں پیش ہو کر قبول ہوئی۔

اور پھر جناب نواب صاحب بہادر نے اس سپیچ کے جواب میں ایک نہایت برجستہ خوش بیانی کے ساتھ تقریر فرمائی۔ جسکا ترجمہ منشی محمد منیر صاحب میر منشی ریاست نے اردو میں بآواز بلند پڑھ کر سنایا۔

نواب صاحب بہادر نے لارڈ ریڈنگ وائسرائے و گورنر جنرل ہند اور گورنمنٹ برطانیہ کا عطائے اختیارات کے متعلق شکریہ ادا کیا۔ اور اپنے ریاست کے تعلقات کا ذکر فرماتے ہوئے اون خدمات کا ذکر کیا جو ریاست کی طرف سے وقتاً فوقتاً انجام دیجاتی ہیں اور اپنے شاندار بزرگوں کی طرح گورنمنٹ برطانیہ کے تعلقات کو مستحکم رکھنے اور رشتہ وفاداری کو غیر متزلزل اور نیک نامی کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہنے کا اعتماد دلایا۔ اپنی نابالغی کے وقت میں ریاست کے انتظام کے متعلق گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے صاحب بہادر ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل ریاست ہائے پنجاب کی مہربانی اور دلی ہمدردی کا اعتراف کیا۔

حکومت ریاست کی اون ذمہ داریوں کا پورا احساس فرماتے ہوئے جو تخت نشینی اور
اختیارات کے حاصل ہونے پر عائد ہو رہی ہیں۔ جناب نواب صاحب نے ہز ایکسیلنسی کو
یقین دلایا کہ اون زرین اصول پر عمل پیرائی میرا نصب العین ہو گی جو ہز ایکسیلنسی نے
اپنی عنایت سے بیان کئے تھے۔

تعلیم اور ستلج ویلی پراجکٹ سکیم کے ساتھ خاص دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے اپنے اختیارات
کے بہترین استعمال کی توقع دلائی۔

اور دعا کی کہ خداوند کریم مجھے توفیق عطا فرمائے کہ میں اپنی رعایا کو جو میری حفاظت
میں سپرد کی گئی ہے مرفع الحال بنانے کے لئے اپنے اختیارات کا بہترین استعمال کروں۔

اس تقریر کے اختتام پر ہز ایکسیلنسی کی خدمت میں ریاست کی جانب سے
پیشکش لایا گیا جو قبول ہوا۔

اس رسم کے ختم ہونے کے بعد ہز ایکسیلنسی کھڑے ہوئے ۳۱۔ توپیں سلامی
کی چلائی گئیں۔ اور روانگی کی مراسم پر وسیشن وغیرہ کے ساتھ ہز ایکسیلنسی واپس
تشریف لے گئے اور دربار ختم ہوا۔

ذیل میں عطائے اختیارات کے دربار میں ہز ایکسیلنسی نے اور حضور نواب صاحب بہادر نے
جو تقریریں فرمائی تھیں اونکا اردو ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

ترجمہ سپیچ ہز ایکسیلنسی وائسرائے صاحب بہادر و گورنر جنرل ہند

"یور ہائینس :

یہ تیسرا موقعہ ہے۔ کہ میں ایک نوجوان شہزادے کو کامل اختیارات حکومت
عطا کر رہا ہوں۔ اور یہ میرے لئے ایک خوشی کا موجب ہے کہ میں ایک ایسی مہتم بالشان
تقریب سے بہاولپور میں پہلی دفعہ آیا۔ یور ہائینس نے ہز ایکسیلنسی کے میرے ہمراہ

نہ آنے پر اظہار تاسف فرمایا ہے۔ لیکن میں اسبات کا یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ اس تاریخی موقعہ پر تشریف لاسکتیں تو انکو از حد خوشی حاصل ہوتی۔ یوُر ہائینس کو اپنی آبائی گدی کا وارث ہوئے اٹھارہ سال گذرے ہیں۔ یوُر ہائینس کے ایام نابالغی کا جو انتظام منجانب یوُر ہائینس ہوتا رہا۔ اس کا عرصہ طویل رہا ہے اور اوس میں گذشتہ دو سال سے پیشتر پنجاب گورنمنٹ کی مربیانہ خبرگیری میں اور بعدازاں زیر عام نگرانی ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل ریاست ہائے پنجاب متواتر ترقی ہوتی رہی۔

ریاست کی اقتصادی ترقی

گورنمنٹ پنجاب اور کرنل منچن اوس توجہ کے لئے جو اونہوں نے آپ کی ٹریننگ آپ کی رعایا کی بہبودی اور ریاست بہاولپور کی حسن انتظامی پر صرف کی ہے۔ یوُر ہائینس کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ ریاست بہاولپور نے اس دوران میں نمایاں اقتصادی ترقی کی ہے۔ ریاست کی آمدنی بمقابلہ آپ کے جدّ امجد کے زمانہ کے اب دُگنی سے زیادہ ہوگئی ہے۔ اور وسیع ستلج ویلی پراجکٹ جو ہندوستان کے کارہائے آبپاشی کی نہایت عظیم الشان سکیموں میں سے ہے۔ امید دلاتی ہے کہ ریاست بہاولپور ہندوستان کی متمول ترین ریاستوں میں سے ہوگی۔ اس پراجکٹ کے مصرفے میں دربار بہاولپور کا حصہ نُو کروڑ سے کچھ اوپر ہے اور یہ توقع کیجاتی ہے کہ نہر کے مکمّل ہو جانے پر بیس لاکھ ایکڑ سے زیادہ اراضی مستقل آبپاشی میں آجائیگی۔ ایسی عظیم الشان پراجکٹ سے اہم مالی و اقتصادی سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ بھی ضروری ہوگا کہ کئی لاکھ آبادکار عمدہ قسم کے بہم پہونچائے جائیں اور ملک میں چھوٹی ریلوے لائنیں اور سڑکیں نکالی جائیں۔ اس سے ریاست کی آبادی بہت سرعت سے بڑھ جائے گی۔ اور اسکے ساتھ ہی یوُر ہائینس کی ذمہ داریاں اور ترددات بھی زیادہ ہو جائیں گے۔ تکالیف کا سامنا ضرور ہوگا لیکن مجھے یقین ہے کہ یوُر ہائینس اور آپ کے ارکان حکومت ہر ایک مشکل پر جرأت اور تدبر نکتہ رسی سے غالب آجائینگے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یوُر ہائینس اس سکیم میں گھری دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ ایسے ہی دلچسپی اور سرگرمی دکھاتے رہیں گے جیسی کہ اسوقت تک آپ کیطرف سے ظہور میں آتی رہی ہے اور آپ مطمئن رہیں کہ گورنمنٹ آف انڈیا اور اوسکے افسران آپکی اور ریاست بہاولپور کی

ایسے نازک وقت میں جس میں آپ اب قدم رکھنے والے ہیں ہر وقت مدد کرنیکے لیئے تیار ہیں۔

درخشاں خراج تحسین

یور ہائینس اون فرائض کے سبھالنے کے لیئے جو آپ کے سامنے ہیں۔ بذاتہٖ بخوبی تیار ہیں۔ آپ نے قبل ازیں ایک سال سے زیادہ عرصہ تک انتظام میں عملی حصہ لیا ہے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ اس عرصہ میں آپ نے اپنی قابلیت اور مستعدی کا ثبوت دیا ہے۔ آپ نے اپنی خاندانی روایات کے مطابق فوجی محکمہ میں خاص دلچسپی دکھائی ہے۔ اور آپ کی فوجی ٹرینگ کے ایک عرصہ کا تجربہ جو آپ نے سنٹرل انڈیا ہارس کے ساتھ رہکر حاصل کیا ہے۔ ریاست کی فوج کے از سرِ نو ترتیب کے مسائل طے کرنے میں مفید ثابت ہوگا۔ ۱۸۳۳ء کے عہد نامے سے لیکر جو ایسٹ انڈیا کمپنی اور نواب بھاول خان ثالث کے درمیان ہوا تھا۔ ریاست بھاولپور کی تاریخ ملتان کی مہم میں۔ مصر میں۔ تیراہ میں۔ شمالی لینڈ میں۔ سرہند پر مہمندوں اور آفریدیوں کے خلاف اور آخر کار جنگ عظیم میں جبکہ افواج بھاولپور مصر اور عراق عرب ہر دو مقامات میں مصروف پیکار رہی تھیں اور ریاست نے اخراجات جنگ میں فیاضی سے حصہ لیا تھا۔ تاج برطانیہ کی افواج کے ساتھ گہرے اتحاد کا ثبوت رہی ہے۔ اگر خدانخواستہ آئیندہ ایسے موقعوں پر ضرورت پیش آئی تو مجھے یقین ہے کہ ریاست کی نئی ترتیب شدہ فوجیں اپنی سابقہ روایات میں اچھا اضافہ کرینگی۔

آنریری کپتان

اس امر کے اظہار سے مجھے نہایت خوشی حاصل ہوتی ہے کہ ہز میجسٹی شہنشاہ معظم نے اس بات کو منظور فرمایا ہے کہ میں یور ہائینس کے فوج میں آنریری کپتان ہونے کا آج اعلان کروں۔

یہ پھولوں کی سیج نہیں ہے

ایک اُنیس [19] سالہ نوجوان جو حکمران ہو جائے اور سے ایک نادر موقعہ ملتا ہے اور وہ ایک عظیم ترین ذمہ واری کا بوجھ اپنے کندھوں پر لیتا ہے۔ یور ہائینس آپ اصلاح اور ترقی کے زمانے میں اختیارات لے رہے ہیں، جبکہ ایک بہت تیز روشنی گدّی پر پڑ رہی ہے۔ اور دنیا کا زیادہ میلان حکام کے افعال پر نکتہ چینی کرنا ہے۔ بنابریں اب وسی دانشمندانہ منصفانہ اور ہمدردانہ انتظام کی اور بھی اشد ضرورت ہے جو ایک اچھے حکمران کے لیئے ہمیشہ باعثِ فخر و امتیاز رہا ہے۔ یہ کوئی معمولی بوجھ نہیں ہے۔

جو آپ اب سنبھالنے لگے ہیں۔ ساڑھے سات لاکھ نفوس کی خوشی اور ترقی آپ کی تحویل میں دی جا رہی ہے۔ یور ہائینس نے نہایت فصاحت سے اظہار کیا ہے کہ بغیر تعلیم کی مستحکم بنیاد کے دائمی خوشحالی ہرگز میسر نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک نیک فال ہے کہ آپ نے اس صداقت کو نوجوانی ہی میں پالیا ہے۔

میں صرف اتنا ایزاد کرونگا کہ اپنی رعایا کے مستقبل کی اصلاح پر آپ کی اپنی شہرت کا مدار ہے۔

میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں اور تہِ دل سے آپ کی تمام عہد حکومت میں کامیابی چاہتا ہوں۔

ترجمہ تقریر دلپذیر حضور سرکار عالی متعالی دام اقبالہٗ و ملکہٗ فرمانروائے ریاست بہاولپور

یورُ ایکسیلنسی !

میں ابتدائً یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے اور میری ریاست کو کسقدر افسوس ہوا ہے کہ میری ریاست میں یور ایکسیلنسی کی اس پہلی تشریف آوری کے موقعہ پر جنابہ لیڈی ریڈنگ صاحبہ ہمراہ تشریف نہیں لا سکیں۔

مَیں یور ایکسیلنسی کا صدق دل سے ممنون ہوں کہ جناب ہمارے نہایت ہی مہربان شہنشاہ کے ذی شان نمائیندہ ہونے کی حیثیت سے میری زندگی کے اس اہم مرحلہ میں مجھے اعزاز بخشنے کے لیئے اس قدر دور دراز سفر طے فرما کر تشریف لائے ہیں مجھے اس میں خاص مسرت اور فخر ہے کہ میں اپنے اسلاف کی گدی پر کامل اختیارات حکومت کے ساتھ شہنشاہ معظم کے لارڈ ریڈنگ جیسی شخصیت کے نمائیندہ کے ہاتھوں سے متمکن کیا گیا ہوں۔ جو بہت بڑے آزمودہ کار مدبر ہیں۔ اور انگلینڈ کے لارڈ چیف جسٹس رہ چکے ہیں۔ اور جنہوں نے ہندوستان کی تاریخ کے ایک نازک زمانہ میں غایت معاملہ فہمی۔ وسیع پبلک ہمدردی۔ اور اعلیٰ منصفانہ مذاق کے ساتھ نہایت امتیازانہ اور مدبرانہ

طریق سے عنانِ حکومت کو سنبھالا جس وفاداری کے ساتھ میرا قدیم گھرانہ تختِ انگلستان کے ساتھ ہمیشہ سے وابستہ چلا آرہا ہے۔ وہ صفحۂ تاریخ پر حروفِ جلی میں نمایاں ہے ریاست بہاولپور کے اون دوستانہ اور محبانہ تعلقات کا جو آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ ۱۸۰۹ء میں قائم ہوئے۔ لارڈ ولیم بینٹنگ کے توسط سے ۱۸۳۳ء میں استحکام ہوا اور وہ تعلقات جاری رکھے جاکر آیندہ کے لئے زیادہ مضبوط کئے گئے۔ اسوقت سے لیکر آجتک ریاست بہاولپور گورنمنٹ عالیہ کا ساتھ دیتی رہی ہے۔ اور ضرورت اور احتیاج کے متعدد اوقات میں اپنے پورے ذرائع کے ساتھ مخلصانہ امداد کرتی رہی ہے۔ افواج ریاست نے محاصرہ ملتان کے وقت برٹش افواج کے ساتھ پہلو بہ پہلو لڑنے میں جو حصہ لیا وہ تاریخ ریاست کا ایک شاندار باب ہے، اور داد پوترگان کی قدیم شجاعانہ اور فوجی سپرٹ کی یادگار ہے۔

یورپ کی جنگ عظیم کے دوران میں بھی ریاست بہاولپور اپنے تمام ممکن ذرائع شہنشاہ معظم کی خدمات کے لئے صرف کرڈالنے میں پیچھے نہیں رہی۔ ۱۹۱۴ء میں جب جنگ عظیم شروع ہوئی۔ میں اُس وقت انگلستان میں تھا۔ اور گورنمنٹ عالیہ کے ایما پر مجھے ہندوستان واپس بلایا گیا تاکہ جو تحریک ریاست میں امداد جنگ کے لئے جاری کیگئی تھی اوسے میری موجودگی سے تقویت حاصل ہو۔ نقدی۔ سامان۔ اور جوانان کثرت سے بہم پہونچائے گئے اور بھرتی ایک بڑے پیمانہ پر شروع کیگئی۔ جو افواج سمندر پر بھجوائی گئیں اونہوں نے نمایاں خدمات انجام دیں۔ یہ اور دیگر جنگی خدمات جو ریاست بہاولپور کرتی رہی ہے اونکا اعتراف گورنمنٹ ہند کافی اور وافی طور پر کرچکی ہے۔ اور اسکے متعلق کسی مزید تذکرہ کی ضرورت نہیں۔

بذات خود میں اپنے شاندار اسلاف کیطرح تاج برطانیہ کے ساتھ مستحکم اور غیر متزلزل وفاداری کے رشتہ ہائے زرّین سے وابستہ ہوں۔ اور یہ میرا کامل یقین ہے کہ ہندوستان کی حقیقی طاقت و تحفظ برطانیہ کی قوی سلطنت کے ساتھ ابدی تعلق رکھنے میں ہی مضمر ہے یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ اگر ضرورت پیش آئی تو یہ ریاست اپنی قدیمانہ روایات کے مطابق ہاتھ بٹانے میں قاصر نہیں رہیگی۔ اور سلطنت کے احتیاج کے وقت امداد کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرے گی۔ تین سال اور چند ماہ کی مختصر عہد حکومت کے بعد ۱۹۰۷ء میں

میرے نوجوان والد مرحوم مغفور کی پراندوہ ناگہانی اور بے وقت موت واقع ہوئی جس نے ریاست کے طول و عرض میں ایک بڑا ماتم برپا کر دیا۔ اور میں دو سال کا یتیم بچہ رہگیا۔ مہربان گورنمنٹ نے اپنے عام فیاضانہ طرز عمل کے مطابق مجھے فوراً اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ اور میری اپنی سلامتی اور بہبودی۔ استعداد علمی اور تربیت ملک رانی کے لئے جو مجھے ان اہم ذمہ واریوں کا متحمل ہونے کے قابل بناتی ہیں جو اسوقت مجھپر ڈالی گئی ہیں۔ گورنمنٹ کی اس مربیانہ نگہداشت کا مرہون ہوں۔ جو وہ اپنے معتمدان سلطنت کے ذریعہ سے کرتی رہی ہے۔ ایچیسن چیفس کالج میں تعلیم پا چکنے کے بعد مجھے ایک مختصر ملٹری ٹریننگ حاصل کرنے کی خوشی حاصل ہوئی جسکا انتظام گورنمنٹ نے سنٹرل انڈیا ہارس رجمنٹ کوئٹہ میں فرمایا تھا۔

۱۹۲۲ء میں ہز رائل ہائینس شہزادہ ویلز کی سیاحت ہند کے وقت مجھے خدمات ایڈ یکانگ انجام دینے کا نادر موقعہ دیا گیا۔ اور اس اکرام کو میں خوشی کے ساتھ یاد رکھونگا۔ میں ہز میجسٹی شہنشاہ معظم کا تہ دل سے مشکور ہوں کہ اونہوں نے اس موقعہ پر مجھے **نائٹ کمانڈر آف دی وکٹورین آرڈر** کا اعلیٰ اعزاز عطا فرمایا۔ ان تمام مہربانیوں کے لئے میں گورنمنٹ عالیہ کا مرہون منت ہوں اور کرنل مینچن صاحب ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل نے جو حصہ میرے کیریکٹر کے بنانے اور مجھے حکمرانی کے مشکل ترین کام کے لئے تیار کرنے میں لیا ہے میں اوسے بھی کبھی نہیں بھولوں گا۔ اور اسکے لئے میں بھرے مجمع میں اونکا مخلصانہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں اس بات کو سمجھتا ہوں کہ حکومت اپنے ساتھ ذمہ واریاں رکھتی ہے۔ اور حکومت اوسی صورت میں مبارک ہے جب اسکا استعمال زندگی کے عیوب کے قلع قمع کرنے اور انسانی خوشی میں اضافہ کرنیکے لئے کیا جائے۔ میں یور ایکسیلنسی کو یقین دلاتا ہوں کہ جو صلاح دی اور جو حوصلہ افزائی ازراہ عنایت کیگئی ہے اوسکی یاد میرے دل میں مستحکم ہوگی اور رعایا اور ملک کے سود و بہبود کیطرف جو مجھے سونپے گئے ہیں میری خاص توجہ ہوگی۔ ریاست میں اس وقت حکومت کے متعلق وزن دار امور قابل غور و حل طلب ہیں

ستلج ویلی پراجکٹ جس سے ریاست کی زراعتی۔ اقتصادی۔ اور عام حالات میں بہت بڑا اضافہ ہونا یقینی ہے خاص ترقی کر چکی ہے۔

بہت بڑا اہم سوال میرے خیال میں مسئلہ تعلیم ہے جس پر آجکل کی جدّوجہد اور تیز رفتاری کے زمانہ میں ہر قسم کی ترقی کا بہت کچھ انحصار ہے۔ صیغہ تعلیم کا کام کرتے ہوئے میں نے محسوس کیا ہے کہ ریاست تعلیم میں پیچھے ہے۔ اور پرائمری تعلیم کا انتظام پورے طور پر مکتفی نہیں ہے۔ میری یہ آرزو اور دلی خواہش ہے کہ میں اپنے عہد حکومت میں تعلیمی معلالات میں نمایاں ترقی دیکھوں جس سے دیگر ہر قسم کی ترقی کے لئے ایک شاہراہ قائم ہو۔

اس نئے عہد کی جس میں مَیں اب قدم رکھ رہا ہوں موزون یادگار کے طور پر اور مسئلہ تعلیم کو فروغ دینے کے لئے جس میں مجھے ازحد دلچسپی ہے۔ میں نے ایک پبلک لائبریری قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جسکا نام اگر یور ایکسیلینسی اجازت فرماویں تو **صادق ریڈنگ لائبریری** رکھا جائیگا۔

اخیر میں مَیں یور ایکسیلینسی کو یقین دلاتا ہوں کہ زندگی کے اس نئے دَور میں داخل ہوتے ہوئے میں اِن بہت بڑی ذمہ واریوں کو بخوبی سمجھتا ہوں جو اس وقت مجھ پر عائد ہوتی ہیں یہ میری زندگی کا نصب العین ہوگا کہ ان اصولوں پر عمل پیرا ہوں۔ جو یور ایکسیلینسی نے ازراہِ عنایت میرے سامنے پیش کئے ہیں۔ میں ایک دفعہ پھر یور ایکسیلینسی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ خاص عنایت اور امتیاز بخشی فرما کر میری ریاست میں تشریف لائے ہیں۔ اور مَیں دعا کرتا ہوں کہ خداوند جلّ وعلا مجھے توفیق عطا فرماوے کہ اپنی رعایا کو جنکو میری حفاظت میں سونپا گیا ہے۔ مرفع الحال بنانے کے لئے اپنے اختیارات کا بہترین استعمال کروں۔"

اسی دن سہ پہر کو ہز ایکسیلینسی وائسرائے صاحب بہادر نے وکٹوریہ شفاخانہ ریاست۔ سنٹرل جیل۔ صادق ایجرٹن کالج کا ملاحظہ فرمایا۔ اور نہایت دلچسپی کے ساتھ بورڈنگ ہاؤس کے کمروں کو دیکھتے ہوئے۔ صادق ریڈنگ لائبریری کی عظیم الشان عمارت کا جو بنیادگا

جشن سعید تاجپوشی مبارک جناب نواب صاحب بہادر نے قائم کرنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ سنگ بنیاد نصب فرمایا۔

اور اسکے بعد پھر نور محل واپس تشریف لے جاتے ہوئے یورپین کیمپ میں اوس نہایت ہی دلچسپ اور ملکی صنعت کی ترقی کی بنیاد اگزبیشن (نمائش گاہ) کو غور اور دلچسپی کے ساتھ ملاحظہ فرمایا۔ جو جناب نواب صاحب بہادر دام اقبالہ و ملکہ نے نہایت دلچسپی اور اپنے اعلیٰ مذاق کے مطابق مولوی حاجی محمد عزیز الرحمٰن صاحب عزیز مصنف تاریخ ریاست بھاولپور کے ذریعہ قائم فرمائی ہوئی تھی۔

۱۰ مارچ ۱۹۲۴ء صبح نواب صاحب بہادر نے ایک عام دربار فرمایا جس میں تمام مدعو شدہ مہانان کو شرف سلام و ملاقات عطا فرمایا۔ شعراء نے قصائد پڑھے۔ اور ملازمان اور رعایا کے نمائندوں نے شرف سلام حاصل کر کے سروارنے (نچھاور) کی رسمیں ادا کیں۔

تولید سعید ولیعہد ریاست | ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۴۲ء مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۲۴ء کو صبح کے وقت مشکوئے معلّٰے حضور نواب صاحب بہادر میں ولیعہد فرخندہ طالع ہمایوں بخت بلند اقبال پیدا ہوا۔ اور تمام ریاست میں اس خوشی کی تقریب پر شب برات کی صبح کو مکرر عید منائی گئی۔ اور ہر مقام پر خوشی کے جلسے منعقد ہوئے۔

جیسا کہ آپ نے جناب نواب صاحب بہادر کی تاجپوشی کی سپیچ میں ملاحظہ کیا ہے حصول اختیارات کے بعد جناب نواب صاحب بہادر کو دو بہت بڑے اہم کام پیش نظر تھے۔ ایک توسیع انہار کی اوس مشہور سکیم کا کام جسکی نسبت تمام ملک کی نگاہیں عرصہ سے بیتاب تھیں۔ اور دوسرا اشاعت تعلیم کا کام۔

جناب نواب صاحب بہادر نے اپنی مردم شناسی اور انتخاب لاجواب کے ذریعہ مولوی غلام حسین صاحب بہادر کو چن کر انتظام تعلیم سپرد فرمایا۔ اور انہار کی اصلاح اور دوسری بہتری ملک کی اغراض کو اپنے مرکوز خاطر رکھکر دنیا کی مشہور ترین نمائشگاہ یورپ کی سیاحت کی تقریب سے سفر یورپ کی تیاری ٹھان لی۔

اگرچہ ملک بھر میں جناب نوابصاحب بہادر کے عطائے اختیارات کی وجہ سے عیدو برات کی سی خوشی پھیلی ہوئی تھی۔ اور ہر شخص جناب نوابصاحب بہادر کے دورہ اور نظام مملکت میں مصروف اور منہمک ہوجانے کا خواہشمند تھا۔ لیکن نوابصاحب بہادر کو رعایا کے حقیقی بہبود و فلاح نے تاجپوشی کے وقت بھی بے تاب رکھا۔ اور بہت جلدی نوابصاحب بہادر نے یورپ کا لمبا سفر اختیار کیا۔ اور ۱۷ جون ۱۹۲۴ء کو بہاولپور سے روانہ ہوکر دو ماہ کامل اپنی ریاست سے باہر رہے۔ تمام یورپ کے مشہور ترین مقامات کو دیکھا۔ دنیا کی اعلیٰ ترین نمائشگاہ کے ملاحظہ سے اپنے ملک میں تجارتی اور صنعتی ترقیوں کے خیالات کو اخذ فرمایا۔ اور اپنی ریاست کی ترقی اور اصلی بہبود کے جذبات کو لیکر حضور شہنشاہ معظم اور پرنس آف ویلز سے ملاقات فرمائی۔ اور بعض دیگر مستند اور اہل الرائے مدبروں سے ملکر ۱۷ اگست ۱۹۲۴ء کو اپنی ریاست میں واپس رونق بخش ہوئے۔ اور اب انشاء اللہ العزیز ریاست بہاولپور کے لئے حقیقی ترقی اور بہبود کا عملی دور شروع ہوگا۔ جسکے متعلق ہم حضور نواب صاحب بہادر کو پورا سرگرم اور رعایائے بہاولپور کو بے تاب دیکھ رہے ہیں۔ ریاست بہاولپور کی خوش نصیبی ہے کہ اوسکا مہربان تاجدار ہمدرد فرمانروا اب بااختیارات کامل اپنے ملک کی بہتری اور رعایا کی ترقی کا کام اپنے ہاتھ میں لے کر دنیائے ریاست کو ترقی کے آفتاب سے روشن اور دولت امن وامان سے مالامال کردے گا۔

اللہ تعالیٰ اس نوجوان اور اقبالمند تاجدار کو ہمت و استقلال سے ممتاز رکھے اور عمر خضر و بخت اسکندری عطا کرے۔ آمین ٭
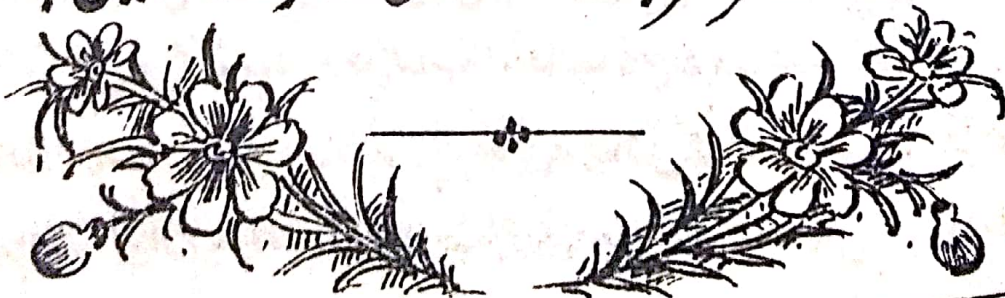
خاتمہ

خداوند کریم عم نوالہٗ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج اس رسالہ کی تحریر و تکمیل سے فراغت حاصل ہوئی۔

جیسا کہ میں تمہید میں ذکر کر چکا ہوں کہ بھاولپور کی تاریخ کا ایک مختصر حصہ خلد آشیاں نواب صادق محمدؐ خان رابع کی سوانح "صبح صادق" میں آ چکا ہے۔ مگر اوس میں صرف ۱۸۹۹ء تک کے حالات ہیں۔ موجودہ حالات کو مدنظر رکھکر اوسکو مکمل نہیں کہا جا سکتا تھا۔ اوس میں بعض تفصیلی بحثیں ایسی درج تھیں جنہوں نے کتاب کو ضخیم کر دیا تھا۔ اور اس لئے وہ تعلیم کے نصاب میں داخل نہ کی گئی تھی۔ اس لئے مجھے عرصہ سے سررشتہ تعلیم ریاست بھاولپور میں پیش کرنے کے لئے اس خلاصہ کی تحریر کا خیال تھا اور اس بارہ میں افسران سررشتہ تعلیم کے ساتھ بارہا تذکرہ بھی ہوا۔

یقین ہے کہ یہ نہایت مختصر رسالہ جو تاریخ تحریک کی تمام جستہ جستہ تاریخی واقعات پر حاوی ہے ریاست بھاولپور کے نوعمر بچوں کی واقفیت کے لئے پوری امداد دیگا اور بھاولپور کی سرزمین کے نونہال اپنی ریاست کی تاریخ سے اپنی ابتدائی تعلیم کے اندر ضروری واقفیت بہم پہونچانے میں کامیاب ہوں گے۔

موجودہ نظام تعلیم ریاست بھاولپور میں جو جو ترقیات اور اصلاحیں عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ اونکے سلسلہ میں مجھے یہ گذارش کرنے کی جرأت ہوتی ہے کہ ریاست بھاولپور کی تعلیم میں ریاست بھاولپور کی تاریخ کا کوئی حصہ داخل نہیں ہے۔ اگر اس کمی کو پورا کیا جائے تو یہ رسالہ اوسکی ابتدائی مشق اور تجربہ کے لئے نہایت ہی مفید ثابت ہوگا۔ اور اگر سررشتہ عالیہ تعلیم نے ناچیز مؤلف کی حوصلہ افزائی فرمائی تو بہت جلدی ریاست بھاولپور کی تاریخ پر ایک فلسفیانہ مذاق کی کتاب پیشکش کیجائیگی۔ جو اون منتہی طلبار کیلئے جو اقتصادیات اور سیاسیات کی نظر سے ریاست کی تاریخ پر غور کرنا چاہیں گے۔ سہولت بہم پہونچائے گی۔

میں اس مختصر رسالہ کو عالیجناب مستطاب رکن الدولہ نصرت جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک۔ سیف الدولہ حضور کیپٹن حاجی سر صادق محمدؐ خانصاحب بہادر خامس عباسی دام اجلالہٗ واقبالہٗ فرمانروائے ریاست بھاولپور کی دعائے دولت واقبال پر ختم کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ اس نیک دل۔ فیاض۔ جوہر شناس۔ قدردان علم و ہنر حکمران کو جس نے عباسیوں کے گذشتہ کارناموں کی داستان کو پھر زندہ کر دیا ہے۔ ہمیشہ سلامت باکرامت رکھے۔ اور ہم نمکخواران قدیم کو اوسکے سایہ ہما پایہ میں اپنے منازل ترقی پر کامیاب فرمائے۔

آمین

اس رسالہ کی تحریر کے وقت اون ترقیوں اور اصلاحوں کا عمل ظہور پذیر نہیں ہوا۔ جو حضور پرُنور نواب صاحب بہادر دام اقبالہٗ و ملکہٗ نے سیاحت یورپ کے بعد فرمانے کا ارادہ فرمایا ہے۔ کیونکہ واپسی یورپ کے بعد بہت جلد یعنی اخیر اگست ۱۹۲۴ء میں اس کتاب کا مسودہ مطبع میں جانے کے لئے تیار ہوگیا ہے۔ اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ اشاعت میں ہم اون دلچسپ اور اُمید افزا انتظامات کا نظارہ دکھانے کے قابل ہوجائیں گے۔ جو جدید اصلاحات کے نام سے تاریخ ریاست میں موسوم ہوں گے۔ اور جن کے نفاذ پر ریاست بھاولپور کی حقیقی ترقی۔ فلاح اور خوشحالی کی بنیاد مستحکم ہوگی۔

وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ

خاکسار۔ محمد حفیظ الرحمن

حفیظ منزل

بھاولپور
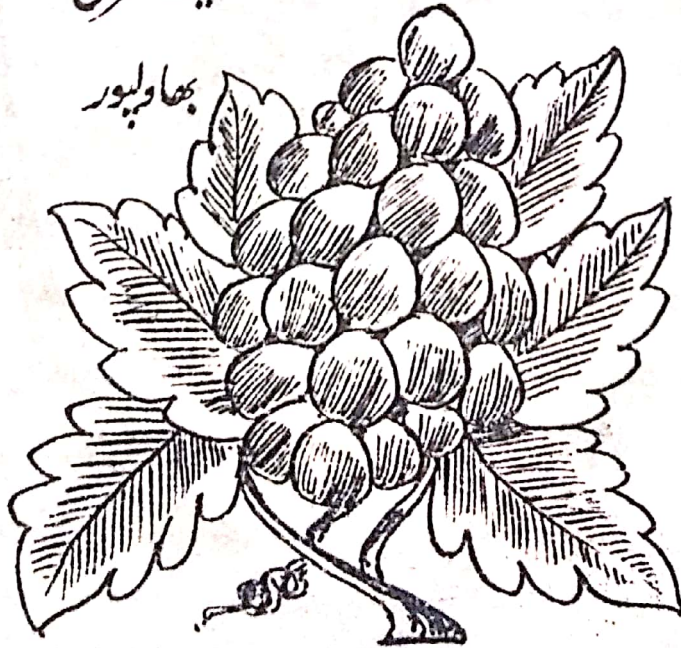
نشانِ ریاست بہاولپور
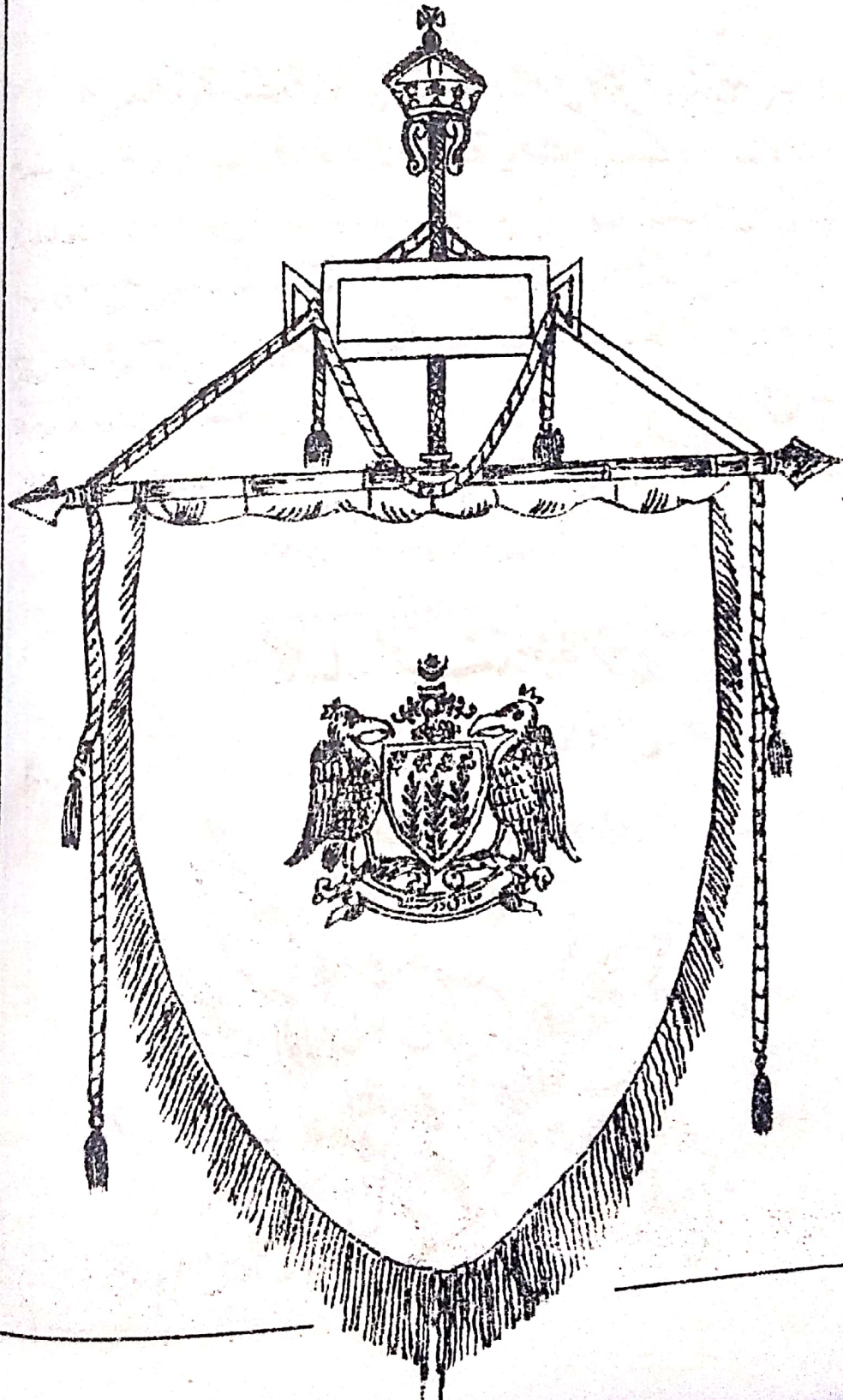
قصیدۂ فارسی

ریختۂ کلکِ جواہر سلک حضرت عزیزؔ بہاولپوری مدظلہ

جو موقعہ سعید دربارۂ بارِ مسند نشینی حضور سرکار ابد قرار دام اقبالہ وملکہ

منعقدہ ۸۔ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء کیلئے لکھا گیا

مژدۂ تختِ نشیں گشتنِ سلطاں آمد — وقتِ آرائشِ ہر دفتر و دیوان آمد

خوش بہارے است کہ ہر گل بچمن می نازد — مائلِ زمزمہ ہر مرغ خوش الحاں آمد

سنبل از حورِ جناں یافتہ صد طرۂ زلف — بہر جاروب کشی درِ ایواں آمد

لالہ در پیرہنِ سرخ بر آمد ز طرب — گلِ صد برگ بصد لہجہ غزل خواں آمد

رنگ و بوئے گلِ عباس چمن را بنواخت — شاہے از دودۂ عباس رضؓ بمیداں آمد

ہر کسے طرہ ز گل بر سرِ پیچی بربست — بہر دربار گل و غنچہ فراواں آمد

دلکش و دیدہ فریب است چمن را منظر — پرِ طاؤس نہ طرۂ ریحاں آمد

آخریں میوۂ نارنج بہ شاخش بنگر — گوئے بازیچۂ پولو است بچوگاں آمد

قطرہ گوہر شد و ہم ذرہ بخورشید رسید — شمع در مجلس و ہم گل بہ گلستاں آمد

شبِ غم کاست فزوں گشت بہارِ نوروز — بادِ صبح و طرب و عیش گل افشاں آمد

دلنواز است عجب موسمِ آغازِ بہار — شکر صد شکر کہ انجامِ زمستاں آمد

ایں بہارے است کہ از گلشنِ اقبال رسید — آں نسیمے است کہ از روضۂ رضواں آمد

آسماں انجمنِ انجمِ تاباں آراست — ماہِ نو بہرِ تماشائے چراغاں آمد

خوانِ نعمت ز حد و دِ فلکی ہم بنہاست — کہ مہ و مہر براں صورتِ مہماں آمد

نیست قلبے کہ نہ چوں گل ہمہ تن خندہ شود — جنسِ تفریحِ قلوب ایں قدر ارزاں آمد

بسکہ گلچینِ بہار است دریں وقتِ سعید — جان و دل صد چمنِ عیش بہ داماں آمد

پیرِ گردوں بہ تماشائے بہارِ ایں جشن — چوں جوانانِ چمن مست و خراماں آمد

ایں بہار آمدہ از فیضِ جلوسِ صادق
زیں بہار است کہ دلہا ہمہ خنداں آمد

تا کند وقف نثارِ سرِ فرخندہ شہے — بخت و دولت گہر و لعل بہ داماں آمد
شاہِ ما صادقِ پنجم کہ چو بر تخت نشست — صبحِ صادق شد و بر چرخ درخشاں آمد
از پئے آنکہ مہیا شود ایں رسمِ سعید — از درِ دولتِ برطانیہ فرماں آمد
وائسرائے بدم و ایجنٹ گورنر دیدم — آفتاب آمد و در پئے مہِ تاباں آمد
دلِ اعدا پئے ایں شاہ چو اسپند بسوخت — جانِ احباب ازیں جلوہ فروزاں آمد
تخت بالید بخود و بوسہ چو زد بر بالش — تاج گردِ سرِ او گشتہ و نازاں آمد
وہ چہ ایں جشنِ سعید است کہ از پرتوِ آں — غرۂ عید ہلالِ مہِ شعباں آمد
جشنِ جمشید شنیدند۔ و چو دیدند ایں جشن — دیدہ ہا وا شد و دلہا ہمہ خنداں آمد
طرۂ عزتِ ایں بندہ با فلاک رسید — کہ بہ دربارِ شہِ خویش ثنا خواں آمد
اینک آوانِ دعا ہست و دعا باید کرد — کہ سرِ رشتۂ مدحیہ بپایاں آمد

زندہ باد ایں شہِ ما صادقِ پنجم یارب
آنکہ ذاتش بجہاں چشمۂ حیواں آمد

باد روشن دلِ عالم ز فروغِ صادق — آنکہ بر تخت چو خورشید درخشاں آمد
باد از فیضِ جبانش چو ارم باغِ جہاں — آنکہ ابرِ کرمش صورتِ نیساں آمد

باد محفوظ ز آفاتِ حوادث جانش
آنکہ جانش بہ تنِ جملہ جہاں جاں آمد

قصیدۂ اُردُو

جو

موقعہ مسند نشینی مُبارک حضور پُرنور سرکار ابد قرار دام اقبالہ و ملکہ

پر

پیش کرنے کے لئے حضرت عزیز بھاولپوری نے تصنیف فرمایا

ہے بہاولپور میں عہدِ مسرّت جلوہ گر
پی کے جامِ عیش ہر پیر و جواں ہے بے خبر

روزِ اوّل ماہِ شعباں کا ہے گویا روزِ عید
ہے کس آب و تاب سے جلوہ نما نورِ سحر

ہے سماں چھایا ہوا امن و امان و عیش کا
رنج و غم پامال ہیں فتنے ہوئے زیر و زبر

فتنہ پردازی فلک کی اب خلل ڈالے گی کیا
ہو نہیں سکتا فسونِ طالعِ بد کا اثر

چل رہی ہے گلشنِ دولت میں پھر ٹھنڈی ہوا
لا رہا ہے ملک کا نخلِ تمنّا پھر ثمر

ہو رہی ہیں جلسہ ہائے عیش کی تیاریاں
دوڑتے ہیں لیکے پیغامِ مسرّت نامہ بر

جس طرف جاؤ خوشی کے نعرے ہوتے ہیں بلند
جس طرف دیکھو منوّر ہو رہے ہیں بام و در

آجکل دلچسپیاں ہیں جو بہاولپور میں
یہ سماں دیکھا نہ تھا چشمِ فلک نے پیشتر

اِک طرف گر نغمہ زن ہیں نغمہ دانِ شوخ و شنگ
دوسری جانب ہیں گاتی لولیانِ عشوہ گر

ساغرِ عیش و مسرّت کو ہے گردش پے بہ پے
سازِ دلچسپی کے تاروں کو ہے جُنبش سر بسر

صادق پنجم کی ہے مسند نشینی کا یہ وقت
صبح صادق نے یہ دی ہے آکے دُنیا کو خبر

شمعِ محفل ہے وہ نورِ دیدۂ عباسیاں
کیوں نہ ہو عباسیوں کو فخر اُسکی ذات پر

مُلک کی وابستہ اُمیدیں نہ کیونکر اُس سے ہوں
بچہ بچہ اس گھرانے کا ہوا ہے نامور

شہ کی پیشانی کو دیکھ اہلِ بصیرت نے کہا
دولت و اقبال کے آثار سب ہیں جلوہ گر

دیکھ کر مسند نشینی کا یہ جشنِ دلفریب
ہے بجا گر مہر و مہ اپنا لٹائیں سیم و زر

اپنے جامے میں نہیں پھولے سماتے عدل و داد
کہتے ہیں۔ حامی ہمارا ہے رئیسِ دادگر

اپنے دامن کو ہیں پھیلائے ہوئے جود و سخا
کہتے ہیں۔ صادق کے ہاتھوں پر ہماری ہے نظر

عمر اور دولت بڑھے شاہِ جواں اقبال کی
ہے دعا اہلِ ریاست کی یہی شام و سحر

تو بھی ہاتھ اپنے اُٹھا بہرِ دعا اب اے عزیز
فرض ہے آقا پرستی کا اگر پیشِ نظر

جب تلک چلتی ہے بادِ صبحدم گلزار میں
جب تلک ہے وجد میں فیضِ ہوا سے ہر شجر

ہو چمن سرسبز شہ کے طالعِ مسعود کا
نخلِ عدل و جود زر افشاں رہے آٹھوں پہر

کوکب اقبالِ صادق حشر تک تاباں رہے
کلکِ مدحت گر سے یوں جھڑتے رہیں لعل و گہر

۶۸۶

بہ تہنیت جشن سعید مسند نشینی

حضور پر نور سرکار ابد قرار فرمان فرمائے بہاولپور دام اقبالہ و ملکہ

بزبان بہاولپوری

صادق خان پیارا
صاجی مانڑ سدا توں۔
ڈاڈے بابے دی گدی
گھن ہن تخت سہاتوں

سوہناں تخت شہاتوں بارانلک دا چاتوں
رہوں بار اٹھاتوں ہردم دھن وہاتوں
صادق دوست پیارا
صاجی مانڑ سداتوں

کر صادق فرزانہ سرتے تاج شہانہ
ہتھ اقبال دا گانہ سوہنے شگن سہاتوں
صادق خان پیارا
صاجی مانڑ سداتوں

ملک املاک خزانے فوجاں سوجاں تے تھانے
بنگلے دولت خانے سب تے حکم چلاتوں
صادق دوست پیارا
صاجی مانڑ سداتوں

اے دربار تے دفتر منشی فوج تے لشکر
خادم نوکر چاکر صدقے تنیڈے راہ توں

صادق خان پیارا
صاجی مانڑ سدا توں

پیاؤ س اکھیاندے نیڑے گانے گہنے تے سہرے
سگناں سوناں دے پھیرے ہر دم پا ٹھمکا توں

صادق دوست پیارا
صاجی مانڑ سدا توں

کانڈھے ملک ولایا ہوکا مارڑ بچایا
ہر کوئی جلسے تے آیا سارا ملک رنوا انوں

صادق خان پیارا
صاجی مانڑ سدا توں

روھی رنگ وٹایا لائی تھل ٹھمکایا
پھوگاں شوہا پایا شوھے سوناں دے پاتوں

صادق دوست پیارا
صاجی مانڑ سدا نوں

تنیں دربام سخی دے ہر جا جشن خوشی دے
لکھے ہیں وی قصیدے سُن سن سَن پرچا نوں

صادق خان پیارا
صاجی مانڑ سدا توں

شجرۂ خاندان حکمران ریاست بہاولپور

۱	حضرت عباسؓ	۲۲	ابو محمد علی المکتفی باللہ	۴۳	ابو القاسم المستنصر باللہ خلیفہ اول	۸۱	نواب صادق محمد خان پنجم فرمانروائے حال
۲	حضرت عبد اللہ	۲۳	ابو الفضل جعفر المقتدر باللہ	۴۴	سلطان یاسین		
۳	حضرت علی	۲۴	ابو المنصور القاہر باللہ	۴۵	سلطان سہیل		
۴	محمد	۲۵	ابو العباس الراضی باللہ	۴۶	شاہ عقیل		
۵	عبد اللہ سفاح	۲۶	ابو اسحٰق ابراہیم المتقی باللہ	۴۷	شاہ مزمل	۸۰	نواب محمد بہاول خان خامس
۶	ابو جعفر عبد اللہ منصور	۲۷	ابو القاسم الفضل المطیع باللہ	۴۸	سلطان احمد حاجی	۷۹	نواب صادق محمد خان رابع
۷	ابو عبد اللہ محمد المہدی	۲۸	ابو الفضل المطیع للہ	۴۹	ابن خان	۷۸	بہاول خان رابع
۸	ابو محمد موسیٰ الہادی	۲۹	ابو بکر عبد الکریم الطائع للہ	۵۰	کاہر خان	۷۷	فتح محمد خان دوم
۹	ہارون الرشید	۳۰	ابو العباس احمد قادر باللہ	۵۱	سنگراسی خان	۷۶	صادق محمد خان ثالث
۱۰	محمد امین	۳۱	ابو جعفر عبد اللہ القائم بامر اللہ	۵۲	ٹھل خان	۷۵	بہاول خان ثالث
۱۱	مامون	۳۲	محمد	۵۳	بہلے خان	۷۴	صادق محمد خان ثانی
۱۲	ابو اسحاق محمد معتصم	۳۳	ابو القاسم عبد اللہ المقتدی بامر اللہ	۵۴	چنی خان	۷۳	بہادل خان دوم
۱۳	ابو جعفر ہارون الواثق باللہ	۳۴	ابو العباس احمد المستظہر باللہ	۵۵	داؤد خان اول	۷۲	فتح خان اول
۱۴	ابو الفضل جعفر المتوکل علی اللہ	۳۵	ابو المنصور الفضل المسترشد باللہ	۵۶	محمود خان	۷۱	مبارک خان ثانی
۱۵	ابو جعفر المعتز باللہ	۳۶	ابو جعفر راشد باللہ	۵۷	محمد خان اول	۷۰	بہاول خان اول
۱۶	ابو العباس احمد المستعین	۳۷	ابو عبد اللہ محمد المتقی بامر اللہ	۵۸	داؤد خان ثانی	۶۹	صادق محمد خان اول
۱۷	ابو عبد اللہ محمد المعتز باللہ	۳۸	ابو المظفر یوسف المستنجد باللہ	۵۹	چندر خان	۶۸	مبارک خان اول
۱۸	ابو اسحٰق محمد المہتدی	۳۹	ابو محمد الحسن المستضئ بامر اللہ	۶۰	صالح خان	۶۷	بہادر خان ثانی
۱۹	ابو العباس احمد المعتمد باللہ	۴۰	ابو العباس احمد ناصر باللہ	۶۱	ہیبت خان	۶۶	ہیرج خان وزیر خان
۲۰	طلحہ موفق	۴۱	ابو النصر محمد الظاہر بامر اللہ	۶۲	بگہر خان اول	۶۵	محمد خان ثانی
۲۱	ابو العباس احمد المعتضد باللہ	۴۲	ابو جعفر منصور المستنصر باللہ	۶۳	بہادر خان اول	۶۴	بکہر خان ثانی

تقریظ ریختہ خامہ محبت خطا مہ حضرت قبلہ و کعبہ عم بزرگوار حضرت حاجی محمد عبدالرحمٰن صاحب مدظلہ العالی سوداگر اعظم بھاولپور

برخوردار محمد حفیظ الرحمٰن سلمہ المنان نے اپنے مطالعہ کا جو شغل اختیار کیا ہوا ہے میں اسکو ہمیشہ خوشی اور اطمینان کی نظر سے دیکھتا رہا ہوں۔ اوس نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح مبارک لکھکر ایک زمانہ کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے اور پھر سکے بعد مسلسل اسکی تالیفات کے لئے لوگ منتظر رہتے ہیں یہ تاریخ تاجداران ریاست بھاولپور اوسکی محنت اور قابلیت کا عمدہ نتیجہ ہے۔ اوسکے والد عزیزی اخی مولوی محمد عزیز الرحمٰن صاحب عزیز بھاولپوری نے **صبح صادق** لکھکر جس طرح ریاست بھاولپور کی ایک بیش بہا خدمت انجام دی ہے اوسی طرح اس نونہال سعادتمند برخوردار نے یہ کتاب لکھکر اپنی خاندانی جان نثاری اور وفاداری کا اعلیٰ ثبوت پیش کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اوس کا یہ کارنامہ ریاست اور خصوصاً سررشتہ تعلیم ریاست میں نہایت ہی قدردانی اور عزت سے دیکھا جائیگا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ برخوردار کی عمر دراز فرمادے اور اوسکو مقاصد دینی و دنیوی میں کامیاب فرماوے۔ آمین۔

خاکسار محمد عبدالرحمٰن آزاد۔ سوداگر بھاولپور۔

تقریظ زرنوشت قلم بلاغت رقم حضرت عم بزرگوار مولنٰا مولوی محمد خلیل الرحمٰن صاحب عم فیوضہم منشی سررشتہ دار محکمہ عالیہ فوج بھاولپور

عزیزی بلند ہمت سعادت توامان محمد حفیظ الرحمٰن کی تالیفات کے سلسلہ میں یہ چوتھا نمبر اور سلسلہ عزیزیہ کا ساتواں نمبر **مختصر تاریخ تاجداران بھاولپور** میرے سامنے موجود ہے۔ میں عزیز سعادت مند کی اس محنت کو نہایت ہی قدر اور عزت کے قابل سمجھتا ہوں۔ ہمارے خاندان نے جو ہمیشہ سے ریاست بھاولپور کی خدمت جان نثاری اور وفاداری کے ساتھ ثابت قدم ہو کر کی ہے۔ یہ **خاندانی جذبات** کا ورثہ ہے جو عزیز حفیظ نے اوسی نقش قدم پر چلکر یہ اور اس سے پیشتر تمدن بھاولپور لکھکر ثابت کر دیا ہے کہ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ۔

یقین ہے کہ یہ کارنامہ جو ریاست بھاولپور کی تاریخی عظمت کے تذکرہ کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے۔ اپنی واجبی قدر و منزلت سے دیکھا جائیگا۔

میں عزیز سلمہ کے لئے کامیابی دین و دنیا کی دلی دعا کرتا ہوں۔ اور اوس کی ہمت اور سعادت مندی سے متوقع ہوں کہ وہ ہمیشہ اپنے بزرگ اسلاف کی طرح ریاست بھاولپور کی نمکخواری کا حق خلوص اور دلی ارادتمندی کے ساتھ ادا کرتا رہے گا۔ اور یقین ہے کہ ریاست بھی فیاضی اور قدردانی کے ساتھ اوسکی سرپرستی اور قدر کرے گی۔

راجی مغفرت سبحان۔ محمد خلیل الرحمٰن۔

قطعہ تاریخ از کلک جواہر سلک برادر عزیز محترم محمد جمیل الرحمٰن جمیل متعلم میڈیکل کالج لاہور

قابل داد است ایں کار حفیظ خوش قلم — روزہا در فکر ایں شب کردہ و شب ہا نخفت
محنتے فرمود و ایں گلدستہ ترتیب کرد — گوہر نایاب تاریخی بدست آورد و سُفت
بہر سال طبع چوں پرسید از ہاتف جمیل
تاجداران بھاولپور شد مطبوع گفت
۱۳۴۳ھ

نقشہ ریاست بہاولپور
جو برائے کتاب تاجداران بہاولپور مرتب کیا گیا
پیمانہ فی انچ ۱۶ میل
شمال
ضلع منٹگمری
دریائے ستلج
ضلع ملتان
ضلع بہاول نگر
ضلع مظفرگڈھ
ضلع ڈیرہ غازیخان
ضلع بہاولپور
ضلع رحیم یار خان
ریاست بیکانیر
سرحد ریاست جیسلمیر
سندھ
علامات نقشہ
دریا
حدود ریاست
تحصیل
ضلع
سڑک عام
نہر
قلعہ
قصبہ
بستی
مرتبہ خاکسار محمد حفیظ الرحمن حفیظ

[فرا]ین مقدس یہ مستقل تصنیف نہیں ہے بلکہ الحبیب کا ایک ضمیمہ ہے۔ الحبیب میں دعوتِ اسلام بذریعہ خطوط کا ایک عنوان لکھا گیا تھا۔ یہ رسالہ اسی عنوان کے تحت میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ان ارشادات اور فرامین پر مشتمل ہے جو بسلسلہ دعوت اسلام شاہان عرب و عجم کے نام لکھے گئے۔ نہایت دلچسپ اصل خطوط معہ ترجمہ و حاشیہ و مناسب حالات کے شائع کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے متعلق کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت حضور سرکار فیض مدار مخلص الدولہ نصرت جنگ رکن الدولہ حافظ الملک عالیجناب معلّی القاب ہز ہائنس حاجی سر صادق محمد خانصاحب بہادر خامس عباسی۔ کے۔ سی وی۔ او۔ تاجدار ریاست بھاولپور دام اقبالہٗ و ملکہٗ نے جس وقت اس کتاب کو ملاحظہ فرمایا تو مؤلف ناچیز کی حوصلہ افزائی اور قدردانی کے لئے حسب ذیل ارشاد صادر فرمایا:۔

"از پیشگاہ سرکار عالی دام اقبالہٗ"

"آج ایک کتاب فرامین مقدس مصنفہ مولوی محمد حفیظ الرحمٰن ولد مولوی عزیز الرحمٰن بھاولپوری مابدولت کے پیش ہوئی۔ کتاب واقعی متبرک ہے۔ رقم انعام سالگرہ مبارک میں سے معقول انعام مصنف کی حوصلہ افزائی کے لئے اُسے دیا جائے"

تمدّن بھاولپور اس کتاب میں انیسویں صدی اور بیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں ریاست بھاولپور کے تمدن کا جو نقشہ تھا اور طرز معاشرت کا جو نمونہ تھا۔ اونکی دو مختلف تصویریں پیش کی گئی ہیں۔ حقیقت میں یہ رسالہ تاریخ کی دو مستند کتابوں کا خلاصہ ہے۔

انیسویں صدی کے وسط میں مبارز الدولہ میر ابراہیم خانصاحب نے جو ریاست بھاولپور میں نیٹو ایجنٹ گورنمنٹ تھے۔ سیرستان نام کی ایک کتاب تحریر کی تھی جسکا چوتھا باب صرف بھاولپور کے تمدن کے متعلق تھا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں مؤلف کتاب کے والد ماجد نے **صبح صادق** کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی۔ جسکے ابتدا میں بھاولپور کے تمدن کے متعلق کچھ معلومات جمع فرمائے تھے۔ تمدن بھاولپور ان مندرجہ بالا دونوں کتابوں کے ترجمہ و اقتباس کا نام ہے۔

مؤلف نے اس پر ایک تمہید اور ایک تبصرہ لکھکر ریاست بھاولپور کے موجودہ تمدن کا ایک مکمل نقشہ ابراز کر دیا ہے۔ اور اس کتاب کو زیادہ دلچسپ اور مفید بنانے کے لئے ریاست بھاولپور کا ایک نقشہ بھی شامل کیا ہے جس سے ریاست کے تمام بڑے بڑے شہر۔ ضلعوں اور تحصیلوں کے حدود ریلوے۔ دریا۔ اور بڑی بڑی نہریں معلوم ہوتی ہیں۔ اس کتاب کو ریاست بھاولپور کی پبلک نے نہایت ہی عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

چنانچہ اعلیحضرت فلک رفعت آسمان جاہ کیوان بارگاہ تاجدار بہاولپور دام اقبالہٗ و ملکہٗ نے اسکے متعل
حسب ذیل فرمان جاری کیا تھا:- "از پیشگاہ سرکار عالی۔
آج یہ کتاب موسوم تمدن بہاولپور بابدولت کے ملاحظہ سے گذری۔ مصنف مولوی حفیظ الرحمٰ
بہاولپور کی تمدنی زندگی پر روشنی ڈالکر یہاں کے لٹریچر میں اضافہ کیا ہے۔ بجٹ مسند نشینی میں سے معقو
بطور انعام دی جاوے۔ تحریر یکم مارچ ۱۹۲۴ء"۔

حضرت محترم قبلہ و کعبہ ابو المحاسن مولٰنا سید محمد وحید الدین صاحب سلیم پانی پتی مدظلہ العالی پروفیسر عثما
کالج حیدر آباد دکن کی تقریظ کے بعض حصے حسب ذیل ہیں:-

"اس رسالہ میں عزیز موصوف نے جو دو تصویریں بہاولپور کے تمدن کی دکھائی ہیں وہ نہایت دلکش
اور اس میں جابجا ایسے مقامات ہیں جنکو دیکھکر اہل بہاولپور عبرت پکڑینگے۔ اور زمانے کے بدل جانے کے سب
اپنے رویہ کو بدلنے پر آمادہ ہوں گے۔ اور ترقی کی گھوڑ دوڑ میں زمانہ کا ساتھ دینگے۔ عزیز موصوف نے یہ کا
حب وطن کے لحاظ سے نہایت مفید کیا ہے اور اگر اُن کے اہل وطن اس تحریر [illegible] یں تو نہایت
افسوس ہوگا۔

نغت عزیز یہ کتاب فارسی۔ اردو اور بہاولپوری زبان کے بعض مولود شریف۔ مناجات او
تضمینوں کا مجموعہ ہے۔ یہ نعت کی نظمیں حضرت مولٰنا الحاج جناب مولوی محمد عزیز الرحمٰن صاحب عزیز بہاولپو
مدظلہ العالی نے اپنے بعض احباب کی فرمائش اور تقاضا پر لکھکر انکو دیں۔ اور مؤلف ناچیز محمد حفیظ الرحمٰن حف
نے انکو نہایت محنت اور تلاش سے جمع کرکے طبع کرایا ہے۔ یہ مجموعہ ملک میں نہایت قبولیت اور عزت کی نگاہ
دیکھا گیا ہے۔ اور حال میں چھپکر نور افزائے دیدۂ اہل ذوق و محبت نبوی ہوا ہے۔ اس میں جابجا مقامات مقد
اور مزارات متبرکہ کے نقشے بھی دکھلائے گئے ہیں۔ اور آخر میں حضور پُر نور حضرت سرور کائنات مفخر موجودا
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حلیہ مبارک بزبان بہاولپوری بھی درج کیا گیا ہے +

نوٹ - یہ تمام کتابیں۔ حفیظ منزل بہاولپور کے پتہ سے طلب کی جاسکتی ہیں۔ اور بازار صادق گنج
بہاولپور کے سوداگران۔ حضرت مولوی محمد خلیل الرحمٰن صاحب اور حاجی محمد عبد السبحان صاحب
کی دو دکانوں سے مل سکتی ہیں +

حفیظ